Regd L. No 2595 رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

Regd L. No 2595.

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لانیوالا واحد اخبار

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ۳ر
" ششماہی " ۱۲؍
" سالانہ سرپرستوں سے ۱۰ر
" " امراء " ۵ر
" " ممالک غیر سے صرف ۸ شلنگ

نور

یھدی اللہ لنورہ من یشاء

ہر ماہ کی ۷ و ۲۱ کو شائع ہوتا ہے

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت ظاہر کرنا۔

(۲) غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا۔

(۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل اور صحیح جواب دینا۔

(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط مستحکم بنانا۔

جلد ۲۴ | اخبار قادیان دارالامان مؤرخہ ۲۱ر جون ۱۹۳۵ء مطابق ۱۸ر صفر المظفر ۱۳۵۴ھ | نمبر ۲۱

آپ نے کبھی اس پر بھی غور کیا؟

قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کا کریڈٹ جو احمدی جماعت کو مل رہا ہے۔ مجھے اسکی غیر معمولی خوشی ہے کیونکہ مجھے اس جماعت کا ایک ادنیٰ خادم ہونیکا فخر حاصل ہے۔ اور اب میں فرقان حمید کے ہندی ترجمہ اور آنحضرت صلعم کی گورمکھی سیرت کی تکمیل میں ہمہ تن مصروف ہوں اگر اللہ کا فضل شامل حال رہا تو یہ ہر دو کتابیں بھی بہت جلد پبلک میں آجائینگی اور انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت کی شان بلند کرنے کیلئے یہ کتابیں گورمکھی ترجمہ سے بھی زیادہ نتیجہ خیز ہونگی۔ اور یہ کام میں باوجود بے زر اور بے پر ہونے کے اکیلا بجالا رہا ہوں۔ حالانکہ یہ قوم کا مشترکہ کام تھا۔ میرے بھائیوں کو کبھی علیحدگی میں ذرا ٹھنڈے دل سے اس پر غور کرنا چاہیئے۔ ان کارہائے نمایاں کی تکمیل کے لئے جو مجھے قدم قدم پر غیر معمولی مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے اس کا بہتر اندازہ کچھ میں ہی لگا سکتا ہوں ان کاموں میں مدد دینا تو الگ رہا اگر میرے بھائی مجھے نور کے مالی بوجھ سے جو کہ اس وقت آٹھ سو روپیہ کا مقروض ہے۔ آزاد کر سکیں تو یہ بھی کوئی کم مہربانی نہیں ہے۔ کیونکہ پھر اس صورت میں میں نور کے مالی بوجھ سے بیفکر ہو کر ان اہم تصانیف اور تراجم کی طرف اپنی توجہ کو بہتر رنگ میں دے سکونگا۔ ایک ماہ قبل اطلاع دینے کے بعد یکم جون کو جن بھائیوں کے نام وی پی کئے گئے ہیں نہ صرف ان وی پیوں کا وصول فرمانا ہی ان کا اخلاقی فرض ہے بلکہ اسوقت نور کی توسیع اشاعت میں حصہ لینا بھی ان کیلئے نہایت ضروری ہے نور جس خلوص قلب اور صدق نیت سے تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لا رہا ہے الحمد للہ! دوست تو دوست دشمن تک بھی اس کے معترف ہیں اور ایسے مجاہد پرچہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت

فی زمانا غیر مذاہب میں حضرت رسالت مآب کی ذات گرامی کے متعلق جسقدر غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ وہ اظہر من الشمس ہیں۔ اور اس کا یہ نتیجہ ہے کہ آئے روز غیر مذاہب کی طرف سے آنحضور پُر نور کی شان مبارک میں تحریر اور تقریر سے سوء ادبی سے کام لیا جاتا ہے جس کی وجہ سے بسا اوقات جدال و قتال تک نوبت پہنچتی ہے اور اس سے ہندوؤں اور مسلمانوں کے تعلقات میں غیر معمولی کشیدگی اور تنفر پھیلتا ہے اس کشیدگی اور تنفر کو روکنے کیلئے ایک ہی بہترین ذریعہ ہو سکتا ہے۔ وہ یہ کہ ہم غیر مذاہب والوں کو آنحضرت کے اخلاق کریمانہ اور آپکی بہترین تعلیم جس نے حیوانوں کو انسان اور انسانوں کو باخدا انسان بنا دیا، سے آگاہ کر سکیں۔ چنانچہ اس اہم مقصد کو لے کر خاکسار نے یہ گورمکھی سیرت لکھی ہے۔ جو $\frac{20 \times 26}{8}$ کے قریباً چار سو صفحات پر ختم ہوتی ہے اور یہ سیرت مقدسہ گورمکھی دان سکھوں اور ہندوؤں میں مفت یا برائے نام قیمت پر تقسیم ہوگی۔ تاکہ اس کی اشاعت وسیع پیمانہ پر ہو سکے اس پر گھر کی لاگت ایک ہزار سے کچھ زائد ہی آئے گی۔ میں ہر ایک ہمدرد اسلام کی توجہ خصوصیت سے اس اہم کام کی طرف مبذول کراتا ہوں کہ وہ ازراہ ہمدردی اسلام حسب توفیق اس کار خیر میں ضرور حصہ لیں تاکہ یہ نہایت ضروری تصنیف چھپ کر ضرور تمندوں کے ہاتھوں تک جلد پہنچ سکے۔

آفتاب برقی پریس امرتسر میں باہتمام شیخ غلام حیدر پرنٹر چھپا اور سردار محمد یوسف پبلشر نے قادیان ضلع گورداسپور سے شائع کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بولو امن کے شہزادہ کی جے

(یہ مضمون خاکسار ایڈیٹر نور نے ایڈیٹر صاحب الحکم کی خواہش پر الحکم کے خاص نمبر کیلئے لکھا۔)

عزیزم شیخ محمود احمد صاحب عرفانی کا ارشاد ہے کہ میں الحکم کے خاص نمبر کے لئے کچھ لکھوں۔

فرقان حمید کے ہندی ترجمہ کے زیر طبع اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت کی تکمیل کی وجہ سے میری مصروفیت اسقدر بڑھی ہوئی ہے کہ میں بارہ بجے کا کھانا ہفتے میں شاید دو ایک دفعہ ہی کھاتا ہونگا۔ اب اس حالت میں دلجمعی کے ساتھ مضمون لکھنا کارے دارد۔ مگر میں عزیز موصوف کو مایوس بھی نہیں کرنا چاہتا۔ لہٰذا چند سطریں بطور تعمیل ارشاد پیش کرتا ہوں:۔

اگر ہم غور سے دیکھیں تو حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت سے قبل سفینۂ اسلام ڈانواں ڈول حالت میں تھا اور اغیار کا تختہ مشق بنا ہوا تھا۔ عیسائیوں کی یورش اور آریوں کا دھاوا کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ مسلمان دھڑا دھڑ عیسائی ہو رہے تھے۔ اور اگر مسلمان تیزی کے ساتھ آریہ نہیں بنتے تھے تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ آریہ بننے کے لئے تیار نہ تھے بلکہ اس کی یہ وجہ تھی کہ مسلمانوں کو ہضم کرنے کیلئے آریوں کا معدہ قوی نہ تھا۔ مگر آریوں کے حملوں نے مسلمانوں کو شش و پنج میں ضرور ڈال دیا تھا اور یہ سراسیمگی دن بدن افزوں ہو رہی تھی۔ ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسلام کا بول بالا کرنے کیلئے کھڑا کیا اور آپ نے ایسے علم کلام کی طرح ڈالی جو رہتی دنیا تک یاد رہے گی۔ اور جس میں وہ شوکت، وہ دبدبہ وہ چمک تھی کہ جس نے اغیار کو بلاشبہ خیرہ چشم کر دیا اور بجائے اس کے کہ وہ اسلام پر حملہ آور ہوتے انہیں اپنا بچاؤ کرنا مشکل ہو گیا۔

آریہ عقائد پر ایسی معقول اور کڑی نکتہ چینی کی کہ جس سے آریوں کو عہدہ برآ ہونا مشکل ہو گیا۔ اس کیلئے سرمہ چشم آریہ اور چشمۂ معرفت اپنی نظیر آپ ہی ہیں۔ یہ کتابیں پڑھکر انسان کو یہ یقین ہو جاتا ہے کہ آریہ مذہب پر چلکر کوئی انسان مکمل روحانیت اور خدا کو قادر مطلق اور سروشکتی مان نہیں مان سکتا۔ ذرا غور تو کیجئے کہ جس ہستی کو ایسا تہی دست ثابت کیا گیا ہو کہ نہ وہ کوئی روح پیدا کر سکے اور نہ مادے کا کوئی ذرہ ہی بنا سکے بھلا ایسی ہستی کا اثر دوسرے پر کیا ہو سکتا ہے۔ جو کسی شخص کا ذرہ سے ذرہ گناہ بھی معاف نہ کر سکے خواہ وہ کتنا ہی تضرع عاجزی اور گڑگڑاہٹ سے کام لے۔ بھلا ایسی ہستی کیلئے کسی کے دل میں کیا محبت ہو سکتی ہے۔ عقیدہ نیوگ کی زبون حالت کسی تشریح کی محتاج نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج تک آریہ لوگ کوئی اس کی عملی مثال پیش کرنے سے عاجز رہے ہیں۔

یہ جملہ امور آریوں کی کتب مقدسہ میں درج تھے۔ مگر کسی کو علم نہ تھا یہ سہرہ میرے آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر پر ہی ہے جنہوں نے مسلمانوں کو آریہ مذہب کی ان خامیوں سے آگاہ کرتے ہوئے اسلام کا منور چہرہ لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آریہ سماج کی جارحانہ روش کا ایک گونہ سدباب ہو گیا۔ اور آریوں کو اپنے ڈیفنس کی پڑ گئی۔ اور مسلمانوں کے دلوں سے آریہ مذہب کی وقعت جاتی رہی چنانچہ یہ اس کا ہی نتیجہ ہے کہ آریوں کو مسلمانوں میں کوئی کامیابی نہیں ہو سکی اور نہ ہی آئندہ ہونے کی امید ہے گویا دوسرے الفاظ میں آریہ مسلمانوں سے مایوس ہو چکے ہیں۔ بلکہ برخلاف اس کے اب آریہ ایک ایک کر کے اسلامی اصولوں کو اختیار کر رہے ہیں یہ کامیابی کچھ تھوڑی کامیابی نہیں ہے۔

جیسا کہ میں اوپر ذکر کر آیا ہوں۔ اگر حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت سے قبل مذہبی دنیا پر نظر ڈالی جائے تو ہم اس نتیجہ پر پہنچنے کے لئے مجبور ہوں گے کہ مسلمان بکثرت عیسائی بن رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود نے عیسائی مذہب پر ایسی زبردست نکتہ چینی کی کہ ان کے چھکے چھڑا دیئے وفات مسیحؑ کا ایسا زبردست تبلیغی حربہ چلایا جس نے عیسائیوں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت ہی بے بس بنا دیا اور اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ اب عیسائی اگر کسی جماعت کے سامنے آنے سے کنیاتے ہیں تو احمدی جماعت ہی۔ اب مسلمانوں سے شاذ ہی کوئی عیسائی مذہب اختیار کرتا ہے ورنہ جس تیزی سے مسیحی لوگ مسلمانوں کو جذب کر رہے تھے۔ اگر حضرت مسیح موعودؑ کا وجود مبارک اس کیلئے کھڑا نہ ہوتا تو آج مسلمانوں کا بیشتر حصہ مسیحی مذہب کی گود میں ہوتا۔ اور احمدیت اس پر بجا فخر کر سکتی ہے کہ اس نے مسیحی مذہب کی اس تبلیغی رو کو مسلمانوں کی طرف سے قریباً قریباً پھیر دیا۔

سکھ مذہب کے پیروؤں کی تعداد بہت کم ہے مگر بعض خصوصیات کے لحاظ سے یہ گروہ ایک اہمیت رکھتا ہے گو یہ سکھوں کے واجب الاحترام بانی کے زمانہ میں ہی ان کی ذات والاصفات کے متعلق لوگوں میں یہ بات پیدا ہو چکی تھی کہ شری گورو نانک دیو جی مہاراج کا لگاؤ اسلام سے تھا مگر یہ خیال محض خیال ہی رہ گیا تھا۔ حضرت مسیح موعود نے اس کیلئے ایک زبردست آواز بلند کی۔ کہ شری گورو نانک دیو جی مہاراج اسلامی روحانیت کے قدردان تھے۔ اور اس کیلئے زبردست دلائل دیئے۔ جو ست بچن نامی کتاب میں موجود ہیں۔ اور اسی کا ہی نتیجہ ہے کہ آج نہ صرف احمدی بلکہ کئی ایک دیگر مسلمان بھی سکھوں کے اس واجب الاحترام گورو اعظم کو رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک الفاظ سے یاد کرتے ہوئے فخر سمجھتے ہیں اگر ہم اچھے رنگ میں اس بہادر قوم میں ان تبلیغی ہتھیاروں سے آراستہ ہو کر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں دیئے تبلیغ کر سکیں تو ہم بہت جلد کامیابی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات والاصفات نے دنیا پر اتنا بڑا احسان کیا ہے کہ دنیا اس کیلئے جسقدر بھی شکریہ ادا کرے کم ہے۔ اس سے قبل مسلمانوں کے دلوں میں شری کرشن اور شری رامچندر کی کوئی قدر نہ تھی۔ سب سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ نے یہ آواز بلند کی کہ فرقان حمید کے اس اصول کے ماتحت کہ "لِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ" شری کرشن اور شری رامچندر جی بھی اپنے وقت کے نبی اور رسول تھے جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ان بزرگوں کے لئے مسلمانوں کے دلوں میں احترامیہ جذبہ پیدا ہو گیا۔ اور اب نہ صرف احمدی ہی بلکہ بعض دوسرے مسلمان بھی ہندوؤں کے ان بزرگوں کو اپنا بزرگ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ باوجود آریوں وغیرہ کی طرف سے رنگیلا رسول وغیرہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

ہوش کرو!

ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے
ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی بھی صورت کو بگاڑ

ہندوؤں کے مختلف فرقوں کے عقائد میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مثلاً سناتنی بت پرستی کے قائل ہیں اور آریہ بت پرستی کے مخالف۔ برہم سماج ایشور کا قائل ہے اور دیو سماج ایشور پرستی کا مخالف۔ برہم سماج ویدوں کا منکر ہے مگر سناتنی ویدوں کا قائل۔ باوجود اسقدر اختلاف عظیم کے مشترکہ اغراض میں یہ سب ایک ہیں، دور کیوں جاؤ۔ موجودہ ہندو مہاسبھا کے پریذیڈنٹ بھکشو اوٹاما جسے آجکل ہندو اخبارات بھکشو اُتم کے نام سے لکھتے ہیں، یہ بھکشو موصوف بدھ مذہب کے مبلغ ہیں۔ بدھ مذہب کو ہندو مذہب سے دور کا بھی لگاؤ نہیں۔ ان کا تمدن الگ۔ ان کی کتاب جدا، ان کا قانون علیحدہ۔ ان کی روحانیت دھری۔ گویا اگر ایک مشرق کو جا رہا ہے تو دوسرا مغرب کو اور یہ بدھ دھرم وہی دھرم ہے جس کو شنکر آچاریہ نے یا بالفاظ دیگر ہندوؤں نے جب تک ہندوستان سے بالکل نیست و نابود نہ کر دیا۔ چین نہ آیا۔ مگر اب سیاسی وجوہات کی بناء پر ہندوؤں نے اسی بدھ دھرم کے ایک مبلغ کو اپنی سب سے بڑی انجمن کا پریذیڈنٹ بنایا ہے۔ یہ زندہ قوم کی زندگی کی علامتیں ہیں۔ گھر میں خواہ ان کی کتنی ہی سر پھٹول کیوں نہ ہو، کتنا ہی بُعد کیوں نہ ہو مگر مشترکہ اغراض میں یہ سب ایک جان ہیں۔ صرف اسی پر اکتفا نہیں اچھوت اقوام جن کو ہندو مذہب یا ہندوؤں کا اعلیٰ کہلانے والا طبقہ ایک منٹ کیلئے بھی پسند نہیں کرتا اور جن کے شاستر میں یہ صاف لکھا ہے۔ کہ "شودر کو ودیا (علم) مت پڑھاؤ۔ اگر شودر کے کان میں وید کی آواز پڑ جائے تو اس کے کانوں میں سکہ پگھلا کر ڈال دیا جائے" قصہ کوتاہ اعلیٰ کہلانے والے ہندو شودر کہلانے والوں کے سایہ تک کے بھی روادار نہیں۔ جنوبی ہندوستان میں اب بھی ادنےٰ اقوام اور اعلیٰ ہندو اقوام کی سڑکیں الگ الگ ہیں مگر زمانہ کی ہوا کو دیکھکر اور سیاسی وجوہات کو مدنظر رکھتے ہوئے اب اعلیٰ . . . . کہلانے والے ہندو اچھوتوں کو اپنے اندر جذب کرنے کی نہایت زور شور سے تیاریاں کر رہے ہیں۔ کیونکہ آنے والے ہندوستان میں وہی قوم برسر اقتدار ہوگی۔ جو اپنے ساتھ کثرت رکھتی ہوگی۔ مشترکہ اغراض میں ایک ہونا۔ بدھوں کے مبلغ کو اپنی سب سے بڑی انجمن کا صدر بنانا۔ اچھوتوں کو اپنے اندر لینے کے لئے بیتاب ہونا یہ ہندو قوم کی معاملہ فہمی، دوراندیشی اور عقلمندی پر دلالت کرتا ہے اس کے لئے ہندو قوم کے زیرک پن کی جسقدر بھی تعریف کی جائے کم ہے۔

برخلاف اس کے مسلمانوں کا کعبہ ایک۔ کتاب ایک، کلمہ ایک، رسول ایک، باوجود اسقدر اشتراک کے پھر بھی ہم جھاڑو کے تنکوں کی طرح بکھرے ہوئے ہیں۔ ہماری سلطنت گئی۔ تمول گیا، رعب گیا۔ آبرو گئی۔ کنگال ہوگئے دربدر خاک بسر ہونے میں کوئی کسر نہ رہی مگر باوجود اسقدر خستہ اور برباد ہو جانے کے پھر بھی ہوش نہ آئی۔ اب ہمارے مٹنے میں کونسی کسر باقی رہ گئی ہے۔ کہتے ہیں کہ مصیبت اور تو اور درندوں کو بھی ایک دوسرے کا ہمدرد بنا دیتی ہے۔ مگر ہم باوجود انسان ہوکر اور پھر باوجود سخت مصیبت میں مبتلا ہونے کے پھر بھی ہم ایکدوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔ سر مرزا ظفر علی صاحب نے حکومت کو یہ مشورہ دیا ہے کہ احمدیوں کو مسلمانوں سے الگ کر کے انہیں علیحدہ اقلیت شمار کیا جائے۔ اس سے بڑھ کر اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی چلانے کی اور کیا نمایاں مثال ہو سکتی ہے۔ احمدی مسلمانوں سے آئے اور اپنے آپ کو راسخ العقیدہ مسلمان کہتے ہیں اگر ان کو اقلیت شمار کیا جائے تو پھر ان کے لئے علیحدہ نشستیں بھی ضرور مہیا کی جائینگی۔ اور وہ نشستیں سات سے کیا کم ہونگی اور وہ لامحالہ مسلمانوں کی موجودہ نشستوں سے ہی کاٹ کر دی جائینگی اور جس تیزی سے احمدیت ترقی کر رہی ہے کچھ تعجب نہیں کہ چند ہی سالوں کے بعد ان کی نشستوں کی تعداد بیس پچیس تک پہنچ جائے۔ اور یہ بیس پچیس نشستیں آخر مسلمانوں کی نشستوں سے ہی ملیں گی۔ ذرا اس کے مآل اور اس کے نتیجہ پر تو غور کیجئے۔ مسلمان کیوں اپنے ہاتھوں اپنی قبر آپ کھود رہے ہیں۔ احمدیوں پر جو بڑے سے بڑا الزام لگایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ دوسرے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ مگر تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ کفر کی ابتداء پہلے احمدیوں نے نہیں کی۔ یہ کفر کا فتویٰ پہلے مسلمانوں نے احمدیوں پر لگایا اور پھر اس تکفیر کے تحفہ سے مسلمانوں کا کونسا گروہ محفوظ ہے۔ شیعوں کے نزدیک سُنی کافر، اور سُنیوں کے نزدیک شیعہ کافر۔ حنفیوں کے نزدیک اہلحدیث کافر ہیں اور اہلحدیثوں کے نزدیک حنفی کافر۔ سچ پوچھو تو اس ذہنیت نے مسلمانوں کو بالکل تباہ و برباد کر دیا ہے۔ مگر باوجود اسقدر تباہی اور بربادی کے پھر بھی ہم سنبھلنے کی کوشش نہیں کرتے میں آپکو ایک عجیب بات بتلاتا ہوں وہ یہ کہ جب میں شروع شروع میں مسلمان ہوا، غالباً ۱۹۰۶ء کا واقعہ ہوگا کہ میں امرتسر ایک بہت بڑے مولوی کے پاس گیا جو اب بھی زندہ ہیں۔ میں نے انہیں کہا کہ صاحب میں غیر مذہب سے مسلمان ہوا۔ اگر میں آپ کے ساتھ وابستہ رہتا ہوں تو احمدیوں کے نزدیک میں کافر، اور اگر میں احمدیوں کے ساتھ تعلق رکھتا ہوں تو آپ کے نزدیک میں کافر۔ ذرا بتلائیے غیر مذہب سے آکر باوجود کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت پڑھنے اور ارکان اسلام کو بدل و جان بجا لانے کے میں ایک یا دوسرے گروہ کے نزدیک مسلمان کیسے رہ سکتا ہوں اور مجھے یا میرے کسی اور نومسلم دوست کو جو کئی ایک قربانیوں کے بعد اسلام کی قبولیت کا شرف حاصل کریں۔ وہ ان حالات میں ایک یا دوسرے کے نزدیک مسلمان کیسے رہ سکتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں۔ اس مولوی صاحب نے مجھے بہت عجیب جواب دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ "کفر واسلام کا جھگڑا ہم تک چھوڑیں آپ جہاں بھی رہیں پکے مسلمان ہیں۔" اس سے یہ تو معلوم ہوگیا۔ کہ وہ مولوی صاحب اس کفر کے مسئلے کو ایک مشغلے سے زیادہ وقعت نہیں دیتے تھے۔ مگر مجھے تعجب اس بات پر آیا کہ اگر انہوں نے کوئی مشغلہ اختیار کرنا تھا تو اچھا مشغلہ اختیار کرتے یہ کفر بازی کا کیا مشغلہ اختیار کیا۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ قصہ کوتاہ۔ اگر مسلمان زندہ رہنا چاہتے ہیں اور باعزت زندہ رہنا چاہتے ہیں تو ان کو زمانہ کے ساتھ چلنا پڑیگا۔ ورنہ زمانہ یا قدرت کسی کی بھی دوست نہیں۔ قدرت اسی کی دوست ہے جو اس کے مقررہ قوانین پر چلتے ہیں۔ اور میں یہ کہونگا۔ کہ ہماری ہمسایہ قوم یعنی ہندوؤں نے قدرت کے اس بھید کو کسی حد تک پالیا ہے۔ اور اس کا یہ ثبوت ہے۔ کہ وہ مشترکہ اغراض میں ایک ہیں۔ زندہ رہنے کے لئے مسلمانوں کو بھی اس راہ پر قدم اٹھانا پڑیگا۔ خواہ وہ اب اُٹھائیں یا بدیر۔ زمانہ بہت بے لحاظ ہے جتنی زیادہ دیر سے یہ قدم اٹھائینگے اتنا زیادہ نقصان اٹھائیں گے۔ اس وقت ہماری زندگی کی ایک ہی صورت ہے وہ یہ کہ حنفی حنفی رہتے ہوئے، اہلحدیث اہلحدیث رہتے ہوئے، شیعہ شیعہ رہتے ہوئے اور احمدی احمدی رہتے ہوئے مشترکہ اغراض میں ایک ہوجانا سیکھیں بس یہی زندگی کا راز ہے یہ کل کی بات ہے کہ ورتمان کے کیس میں مسلمانوں کے جملہ فرقوں نے یکزبان ہوکر آواز اُٹھائی۔ باوجود قلیل ہونے کے مسلمانوں کی ہیبت کا رعب چھا گیا۔ اور تمام ہندوستان مسلمانوں کی آواز سے گونج اُٹھا۔ اور اس کیس میں مسلمانوں کو نمایاں فتح ہوئی۔ اب ذرا مسلمانوں کی اِس بیخ کن یا "جڑ مار" پالیسی پر غور کریں۔ آج احمدیوں کو الگ کیا جارہا ہے۔ کل اہلحدیثوں کی باری آجائیگی۔ پھر بریوں نگاہ انتخاب شیعوں پر پڑیگی۔ باقی مسلمان کیا رہ جائیں گے؟ ڈھائی ٹوٹرو۔ بیشک جب کسی قوم کے بُرے دن آتے ہیں تو اس قوم کے اکابروں کے عقلوں پر پردے پڑ جاتے ہیں ہندی کی یہ ایک مشہور ضرب المثل ہے۔ "وناش کالے وپریت بدھی" یعنی جب کسی کے بُرے دن آتے ہیں تو عقل ماری جاتی ہے۔ ایک فارسی دان نے کیا خوب کہا ہے۔ ع "قسمت کہ برگردد اسپ تازی خر گردد"

مسلمانو! ہوش کرو، سنبھلو، سوچو ع

ایں راہ کہ میروی براہ ترکستان است

کیا آپ لوگوں کی تباہی میں کچھ کسر رہ گئی ہے ابھی اس آگ نے پورا کام نہیں جو اس پر اور تیل ڈالنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ کہتے ہیں "ریسم ریس پڑوسن سیکھ" یعنی انسان بطور ریس کے پڑوسیوں سے بھی بہت کچھ حاصل کر سکتا ہے۔ ذرا ہندوؤں کے طریق کار پر نظر ڈالئے پھر اپنے گریبان میں منہ ڈال کو دیکھئے آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ ہم خود اپنی جڑیں آپ کھوکھلی کر رہے ہیں۔ اگر ہم نے اب بھی ہوش نہ کی۔ تو یقیناً ہندوستان میں ہماری حالت بد سے بدتر ہوجائے گی۔ اور کچھ بعید نہیں کہ ہمیں ہندوستان میں بھی اسی بے آبروئی، اسی بربادی اور اسی تخریب سے دوچار ہونا پڑے جیسا کہ ہسپانیہ میں مسلمانوں کو ہونا پڑا کیونکہ مخالف جتنا ہوشیار ہے اس سے کئی درجہ بڑھ کر ہم غافل ہیں۔ افسوس ہم پر اسقدر غفلت کی نیند طاری ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا تازیانہ بھی ہمیں ہوش میں نہیں لا سکتا۔ آنکھیں ملتے ہیں۔ پھر سو جاتے ہیں۔ خدا ہماری حالت پر رحم کرے اور ہم اپنے نفع ونقصان کو سمجھ سکیں اب بھی وقت ہے ورنہ ع

پھر پچھتائے ہوت کیا جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

شذرات

مسٹر گابا سے ایک سوال

۵ رمئی کا شیر پنجاب لکھتا ہے کہ "جب مسٹر گابا ایک لاہوری مولوی کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے تو اب انہیں احمدیوں کو کافر کہنے کا کیا حق حاصل ہے۔"

بلاشبہ یہ سوال معقول ہے اور مسٹر گابا کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ سچ پوچھو تو ابھی مسٹر گابا تازے مسلمان ہوئے ہیں انہیں کیا معلوم کہ احمدیوں کے عقائد اور دوسرے مسلمانوں کے عقائد میں کیا فرق ہے۔ یہ جو کچھ اُنہوں نے کہا احراریوں کو خوش کرنے کے لئے۔ جب میں اس بات کو لیتا ہوں تو مجھے ان کی بے بسی پر ترس آتا ہے کیونکہ کفر واسلام کے جھگڑوں سے وہ واقف نہیں مگر دوسری طرف احراریوں کی خوشی انہیں خصوصیت سے مقدم ہے۔

مسلمانوں کیلئے نیا خطاب

اس سے قبل ہندو اخبارات مسلمانوں کو ...... ملیکھش وغیرہ کا خطاب تو دیا ہی کرتے تھے اور اب پرتاپ نے مسلمانوں کے لئے ایک نیا خطاب وضع کیا ہے اور وہ ہے "مسلم چنڈال چوکڑی" چنانچہ ۱۷ر مئی کے پرتاپ میں ایڈیٹر صاحب پرتاپ لاہور میونسپلٹی کے صدر کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ "جہاں تک ان کے شہری فرائض کا تعلق ہے ان کی ادائیگی میں وہ کسی مسلم چنڈال چوکڑی کے ماتحت نہ ہونگے بلکہ کمیٹی کی اکثریت کے فیصلے کے سامنے سر جھکائیں گے۔"

اگر ایڈیٹر پرتاپ چاہتے تو بغیر مسلم چنڈال چوکڑی کے کہنے کے بھی اپنا مطلب بیان کر سکتے تھے۔ اگر مسلم اخبارات نے بھی ہندوؤں کے لئے کوئی اسی قسم کا خطاب تجویز کردیا تو پھر کیا ہندو بُرا تو نہیں منائینگے؟ میں ہندو اخبارات کو یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ وہ ایک دوسرے کو مخاطب کرتے وقت حد اعتدال سے نہ گزرا کریں ورنہ اس کا نتیجہ آزردگی اور کشیدگی کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے۔

ابھی تک اصول بھی طے نہیں ہوئے

۱۷ر مئی کے پرتاپ میں آریہ پرتی ندھی سبھا کے سکرٹری صاحب لکھتے ہیں کہ "گذشتہ دو سال سے آریہ سماج کے نیموں (اصولوں) کا سنشودھن (صحت) ہو رہی تھی۔ وہ اب آخری طور پر ساوڈیشک سبھا نے سوئی کار (قبول) کرکے چھاپے ہیں۔ یہ سنشودھت نیم (صحت) آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کی انترنگ سبھا میں پیش ہوئے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اسٹرنگ سبھا نے یہ نشچا کیا ہے کہ یہ نیم (اصول) بکرم سماڑ سے پر چلت (جاری) کئے جائیں۔ کسقدر تعجب کی بات ہے۔ کہ آریہ سماج کو قائم ہوئے نصف صدی کے قریب ہونے کو ہے مگر ابھی یہ اپنے اصولوں کو بھی طے نہیں کر سکی دوسری طرف جس زور شور سے یہ لوگ دیگر مذاہب کے ساتھ مباحثات کی طرح ڈالتے ہیں۔ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اپنی اصلاح سے گویا بالکل فارغ ہو چکے ہیں مگر جب ان لوگوں کی ان کی اپنی حالت کو دیکھا جاتا ہے تو بیساختہ یہ کہنا پڑتا ہے ؎

تو کار زمیں را نکو ساختی ⁂ کہ بر آسماں نیز پرداختی

مسلمانوں کی بہادری

اخبار شیر پنجاب لاہور مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب کے دربار کے حالات شائع کر رہا ہے اور برٹش سفیر کی ملاقات مہاراجہ بہادر کے ذکر میں لکھتا ہے کہ ”جب مسٹر مٹکاف گورنمنٹ برطانیہ کی طرف سے سفارت پر رنجیت سنگھ کی خدمت میں آئے تو بمقام امرتسر مسلمانوں کیلئے جو غم کا مہینہ ہے (یعنی محرم) آیا۔ چنانچہ فوج اور ہمراہیوں نے جو مسلمان تھے۔ انہوں نے اس کی تیاری کا سامان کیا مگر چونکہ امرتسر سکھوں کیلئے ایک متبرک جگہ ہے اس لئے ان کو اور متعصب اکالیوں کو یہ عمل نہ صرف ناگوار بلکہ باعث ہتک معلوم ہوا۔ اس لئے جس وقت تعزیئے نکل رہے تھے اور ماتم بپا تھا۔ تو پھولا سنگھ نے مع اپنے متعصب اکالیوں کے ان پر بندوقوں سے گولیاں برسانی شروع کر دیں اس پر سفیر کی فوج کے مسلمان جو تعداد میں بہت کم تھے اس کی برداشت نہ کر کے حلقۂ ماتم سے علیحدہ ہو کر اور اپنی بندوقیں لے کر لڑائی پر آمادہ ہو گئے۔ اور ایک سخت لڑائی کے بعد اپنے دشمنوں کو شکست دے کر پھر حلقۂ ماتم میں بے تکلف آ شامل ہوئے۔ گویا کوئی بھی روک اوٹ پیدا نہیں ہوئی تھی۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے جو کہ خود اس واقعہ اور اپنے اکالیوں کی شکست کا مشاہدہ کر رہا تھا سفیر کو ان کے تھوڑے سے سپاہیوں کی بہادری پر شاباش اور تہنیت دی۔“ اس میں جو قابل غور بات ہے۔ وہ مہاراجہ بہادر کا مبارکباد دینا ہے۔ بسا اوقات ایسے حالات میں انسان میں طرفداری کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ اس قسم کے تعصب یا طرفداری سے بہت بلند تھے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ بادشاہوں کو ایسا ہی ہونا چاہئے کیونکہ وہ سب کے سانجھے ہوتے ہیں۔

اچھوت اور ہندو

۱۶ ؍ مئی کا پرتاپ لکھتا ہے کہ ”اچھوت صدیوں سے فریاد کرتے آئے ہیں۔ لیکن شاستر کی دہائی دینے والوں نے ان کی ایک نہ سنی۔“ آریہ سماج گو اپنی طرف سے اچھوتوں کو اپنے اندر جذب کرنے کیلئے ایڑی چوٹی تک کا زور لگا رہا ہے۔ مگر تا حال کوئی کامیابی نصیب نہیں ہوئی اور نہ ہی ہونے کی توقع ہے کیونکہ جب تک منو شاستر موجود ہے تب تک اچھوتوں کی اصلاح کا خیال بھی پیدا نہ ہونا چاہئے ہاں اگر آریہ سماج سب سے اول منو شاستر کو اپنے دھرم شاستروں سے خارج کروا سکے تو پھر اچھوتوں کا جذب کرنا نسبتاً آسان ہو جائے گا۔ گو مشکلات پھر بھی رہینگی۔ ہاں یہ صرف اسلام کو ہی فخر حاصل ہے۔ جہاں انسانی شرف اپنی خوبیوں کی وجہ سے ہے نہ کہ قومیت کے سبب سے اور کہلانے والے اچھوت اگر اپنی اصلاح کے جویاں ہیں۔ تو انہیں فوراً حلقۂ اسلام میں آ جانا چاہئے۔ جہاں نہ کوئی چھوٹا ہے اور نہ کوئی بڑا۔ سب بھائی بھائی ہیں۔ اور اسلام ایسے پسماندہ اور دکھیا لوگوں کو ہر وقت اپنے گلے لگانے کیلئے تیار ہے۔

سوراج کی پہلی قسط

۱۷ ؍ مئی کے پرتاپ میں ایک نامہ نگار ”ریلوے کے ملازموں پر سختی“ کے عنوان سے لکھتے ہیں کہ ”جب سے دیسی محکمہ ریلوے میں زیادہ ہو گئے ہیں تب سے ماتحت عملہ کیلئے افسران کی دلی ہمدردی اور رحمدلی کوچ کر گئی ہے۔“ ابھی تو دیسیوں کے ہاتھوں میں کچھ اختیارات آئے نہیں اور جب انہیں اختیارات مل گئے تو اسوقت ماتحتوں کے لئے جو کچھ بھی سہولتیں ہو سکتی ہیں وہ کسی بیان کی محتاج نہیں۔ پیشتر اس کے کہ ہندوستانی سوراج حاصل کریں اس کی قابلیت اور اہلیت پیدا کرنی ضروری ہے

کس مرض کی دوا؟

۱۳ ؍ مئی کا پرتاپ لکھتا ہے کہ ”میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہندو سبھا کس مرض کی دوا ہے۔ اگر وہ کسی پولیٹیکل سوال میں دخل دے اور گورنمنٹ کی کسی پالیسی کیخلاف پروٹسٹ کرنے کی ضرورت محسوس کرے تو کہا جاتا ہے کہ یہ اس کے دائرہ عمل سے باہر ہے کیونکہ اس میں سرکاری ملازم بھی شامل ہیں۔ اور اگر وہ سماجک سدھار کا کوئی کام اپنے ذمہ لے تو اسے اس مشکل کا سامنا ہوتا ہے کہ کچھ لوگ اسے اپنے مذہبی معاملات میں مداخلت تصور کرتے ہیں تو کیا ہندو سبھا کا کام صرف مسلمانوں کی مخالفت کرنا ہی رہ گیا ہے۔“ بات معقول ہے۔ ہندو مہاسبھا کے کارناموں پر اگر تبصرہ کیا جائے تو اس میں دو باتیں نمایاں نظر آئیں گی۔ اول مسلمانوں کی مخالفت اور اس سے اتر کر کانگریس کی۔ . . . . مگر اس کے لئے ہندو مہاسبھا کے کارکن اتنے ذمہ دار نہیں ہیں۔ جتنی کہ بحیثیت مجموعی ہندو قوم۔ اگر ہندو لوگ متفقہ طور پر ہندو مہاسبھا کی اس روش پر اظہار ناراضگی کر سکیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہندو مہاسبھا اپنے طریق عمل پر نظر ثانی نہ کرے۔

ہندو مہاسبھا کے پریذیڈنٹ کیلئے مفید مشورہ!

ہندو مہاسبھا کے صدر بھکشو اتم نے اپنی ایک تقریر میں یہ کہا ہے کہ ”جب سے میں ہندو مہاسبھا کا صدر بنا ہوں میری زبان بند ہو گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ یا تو میں ہندو مہاسبھا کو اپنے میں جذب کرونگا یا ہندو مہاسبھا مجھ کو نگل جائے گی۔ ہندو مہاسبھا میں بہت سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رائے بہادر اور سر ہیں۔ لیکن میں کچھ نہیں ہوں۔ میں کونسل میں نہیں جاتا۔ اور نہ کبھی گیا ہوں۔ اور نہ میں جانا چاہتا ہوں۔ اور نہ ہی مجھے سرکار جانے دیگی"۔

ہندو مہاسبھا کے پریذیڈنٹ کو بددل نہیں ہونا چاہیئے۔ وہ ایسی راہ اختیار کر سکتے ہیں جس سے ہندو مہاسبھا بھی بہت خوش ہو اور اس کے پریذیڈنٹ کی بھی اہمیت بڑھ سکے۔ وہ یہ کہ آپ اندھا دھند مسلمانوں کی مخالفت شروع کردیں پھر دیکھیں آپ کو بھی ہندو مہاسبھا کی طرف سے "لوجیہ یاد" کا خطاب ملتا ہے یا نہیں کتنا آسان نسخہ ہے اور کتنا مفید

مُسلمانوں کی زبون حالت

ایک ہمعصر لکھتا ہے کہ " ایک موقعہ پر ایک مسلمان سے ایک داروغہ نے شہادت لیتے ہوئے پوچھا کہ تم جھوٹ تو نہیں بولتے ہو، اس مسلمان نے کہا " اللہ قسم گھدا قسم " ہم پیپل کے درخت تلے کھڑے ہیں۔ جھوٹ نہ بولت ہیں۔ زیادہ یقین دلانے کے لئے اس نے ایک گائے کی دُم پکڑ لی جو سامنے کھڑی تھی یہی نہیں بلکہ گاؤں کے ایک مسلمان کا نام گنیش ہے اس کے مسلمان باپ کا نام مہابیر تھا۔ ایک سیاح کا بیان ہے کہ " پورب میں ایک گاؤں میں جانے کا اتفاق ہوا اور پوچھتے پوچھتے ایک مسلمان کے گھر گیا۔ وہاں بچوں اور مردوں کے سروں پر ہندوؤں کی طرح چوٹیاں دیکھکر جب سیاح نے ان سے مسلمانی کا نشان پوچھا تو ایک شخص گھر سے روئی دھننے کا تاڑا اٹھالایا۔ اور کہنے لگا کیا یہ ہمارے مسلمان ہونے کا نشان نہیں؟ دوسرا مٹی کا ایک پرانا کوزہ اٹھالایا۔ اور کہنے لگا ہمارے داداجان اس سے اپنا اجو (وضو) کیا کرتے تھے"۔ غالباً ۱۹۱۳ء میں مجھے بھرت پور کی اسلامیہ انجمن نے اپنے سالانہ جلسہ پر بلایا تھا۔ اور اس وقت وہاں ایک سرکردہ دوست سے معلوم ہوا تھا کہ راجپوتانہ کے دیہات میں مسلمانوں کی حالت ایسی ناگفتہ بہ ہے کہ ایکبار مسلمانوں نے عید کی نماز بھی بجائے ملا کے برہمن کے پیچھے

پڑھی تھی اب اس سے بڑھکر اور کونسی گئی گزری حالت ہوسکتی ہے چنانچہ اس وقت اس موضوع پر میں نے اپنے اخبار میں کئی مضامین شائع کئے تھے۔ اگر اسوقت مسلمان ہوش کرتے تو انہیں ۱۹۲۳ء میں ملکانہ میں جو ارتداد کی وبا پھوٹی تھی اس سے دوچار نہ ہونا پڑتا۔ مگر اسوقت بھی مسلمانوں میں باسی کڑہی کا ابال تھا۔ جو اٹھا اور بیٹھ گیا۔ اس کے بعد ان ملکانوں کی بہت ہی کم خبر گیری کی گئی۔ اب بھی مسلمانوں کو خاص توجہ سے کام لینا چاہیئے۔ ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ اب بھی کوئی ارتداد کی وبا نہ پھوٹ پڑے اور تعجب نہیں کہ وہ ۱۹۲۳ء سے بھی زیادہ خطرناک ہو۔

مُسلمانوں پر الزام

۲۲ مئی کا پرتاپ لکھتا ہے کہ " جہاں بھی مسلمانوں کی کثرت ہے وہیں فسادات زیادہ ہوتے ہیں"۔ یہ صریح غلط ہے کیونکہ واقعات اس کی تصدیق نہیں کرتے۔ صوبہ سرحد میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ مگر کیا مجال جو وہاں کبھی ہندوؤں کو خواب میں بھی شکایت کا موقع ملا ہو۔ یوپی ہندوؤں کا صوبہ ہے۔ مطلب یہ کہ وہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے۔ مگر گذشتہ سالوں میں فیض آباد۔ بنارس۔ کانپور، وغیرہ میں جو ہندوؤں نے مسلمانوں کا بری طرح قافیہ تنگ کیا۔ اور ان کے لئے سر چھپانا مشکل ہو گیا۔ وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ بعض حالات میں دونوں اقوام رواداری کو نظر انداز کر دیتی ہیں۔ اور اس سچائی کو برداشت کرلینا چاہیئے کہ بعض حالات میں ہندو صاحبان بہت بری طرح رواداری سے بیگانگی اختیار کرتے ہیں۔ ہندو مہاسبھا کے جوشیلے ممبروں کا یہ کہنا کہ اگر مسلمانوں کو باجے کی آواز ناگوار گزرتی ہے تو وہ اپنی مسجدوں کو شہر سے باہر لے جائیں اور پھر یہ کہنا کہ اگر مسلمان ہندوستان میں رہنا چاہتے ہیں تو انہیں ہندو تمدن اختیار کرنا پڑیگا۔ اور یہ اس حالت میں ہے جبکہ ہندوؤں کے پاس سوائے خالی شیخی بگھارنے کے اور کوئی اختیار نہیں۔ اور جب خدانخواستہ ایسی ذہنیت والوں کے

ہاتھوں میں کوئی اختیار آجائے تو پھر اس کا نتیجہ کسی تشریح کا محتاج نہیں مسلمان خاصی دیر ہندوستان کے خودمختار بادشاہ رہے کیا انہوں نے باوجود کلی اختیارات اپنے ہاتھ میں رکھنے کے ہندوؤں سے خواب میں بھی کوئی ایسا سلوک کیا۔ اگر کرتے تو آج قریباً ۲۰ کروڑ کی تعداد میں ہندو ہندوستان میں نظر نہ آتے۔ مسلمانوں نے تو یہاں تک رواداری سے کام لیا۔ کئی ایک حالات میں وزیر مال اور پھر اس سے بھی بڑھکر سپہ سالار کے جلیل القدر عہدوں پر ہندوؤں کو فائز رکھا۔ کوئی اور ایسی رواداری کی مثال پیش کرکے تو دکھلائے۔ پھر بعض ہندو مصنف جو آئے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں ناقابل برداشت گستاخی سے کام لیتے رہتے ہیں۔ کیا کبھی کسی مسلمان نے بھی ہندوؤں کے مہاتماؤں کی شان میں کچھ لکھا۔ اسی سے اندازہ لگالو کہ کون قوم رواداری سے کام لیتی ہے اور کون نظر انداز کرتی ہے۔

مُسلمانو سنبھلو!

کسی شاعر کا یہ دل جلا شعر ؎

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینہ کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اگر اس شعر کا کہیں عملی نمونہ دیکھنا ہو تو وہ آج بدبخت مسلمانوں میں دیکھے۔ لاہور میونسپلٹی کے مسلم صدر کی آجکل جو شامت آرہی ہے یہ کسی ہندو کی طرف سے نہیں بلکہ مسلمانوں کی طرف سے ہے۔ گویا دوسرے الفاظ میں مسلمان خود اپنے ہاتھوں سے آپ اپنی قبر کھود رہے ہیں اگر لاہور میونسپلٹی کے ممبر نہ سمجھے تو یقیناً اس صدارت کے عہدے پر کوئی ہندو ممبر مسلط ہو جائیگا۔ تو پھر کیا مسلمان اپنی چھاتی پر ہاتھ رکھکر اور خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ کہہ سکیں گے کہ ہندو صدر مسلمان صدر سے ان کے لئے زیادہ مفید ہوگا؟ یقیناً نہیں، تو پھر وہ کیوں اپنی جڑوں پر آپ تبر چلا رہے ہیں۔ اگر مسلمانوں کے اکابر مل کر لاہور میونسپلٹی کے مسلمان ممبروں میں باہمی سمجھوتہ کرا سکیں تو یہ زیادہ اچھا ہوگا ورنہ اس گھر کی پھوٹ کی وجہ سے مسلمانوں کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اکثریت اقلیت سے بدل جائے گی۔

بُت شکن کے خطاب سے چڑ کیوں

۲۱ مئی کا ستیہ دیو سمباد لکھتا ہے کہ "محمود غزنوی بُت شکن کہلانے میں اپنا بہت فخر سمجھتا تھا" بت شکن کہلانے میں صرف محمود غزنوی ہی فخر نہیں سمجھتا تھا بلکہ ہندوؤں کے بعض بڑے بڑے گورو اور مہاتما بھی بت شکنی میں فخر محسوس کرتے تھے۔ چنانچہ شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج اپنی مشہور تصنیف ظفر نامہ میں فرماتے ہیں کہ

"منم کشتہ ام کوہیاں بت پرست
کہ آن بت پرستند و من بُت شکن
ببیں قدرت نیک یزدان پاک
کہ از یک بدہ لک رساند ہلاک"

اگر بت شکنی ایسی ہی بُری ہوتی تو ہندو اکابر اس کا فخریہ اظہار نہ کرتے۔ مگر تعجب ہے کہ میرے ہندو بھائیوں کو ہندو لیڈروں کی بت شکنی تو بھلی معلوم ہوتی ہے اور مسلمانوں کی بُری۔

غلط بیانی کی حد

۱۹ مئی کا آریہ گزٹ لکھتا ہے کہ "کیونکہ قادیانیوں نے دراصل قادیان کو ہی اپنا کعبہ بنا لیا ہے اور حج کرنے کے لئے قادیان کو ہی مخصوص کر دیا ہے۔ احمدیوں کے لئے کعبہ میں حج کرنے کیلئے جانا ضروری نہیں لیکن قادیان میں پہنچنا انتہائی ضروری ہے۔"

یہ صریح غلط بیانی ہے۔ احمدیوں کے دلوں میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کا اتنا ہی احترام ہے جتنا کہ کسی اور کے دل میں ہو سکتا ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ حج کعبہ سے مشرف تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بھی اور پھر ہر سال بکثرت احمدی حج کعبہ سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ احمدی مسلمانوں سے الگ کوئی ہرگز فرقہ نہیں ہے بلکہ یہ خادم اسلام جماعت ہے اور جو خدمت اسلام بجا لانے میں اپنے لئے دو جہاں کی برکت سمجھتی ہے۔

قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ اور اسکی اشاعت

اسوقت خواہشمند گورمکھی دان سکھوں اور ہندوؤں کی خاصی درخواستیں آئی پڑی ہیں جو فرقان حمید کے گورمکھی ترجمہ کے خریدنے کی توفیق نہیں رکھتے مگر پڑھنے کے لئے بیتاب ضرور ہیں۔ فرقان پاک کی مقدس تعلیم سے ناواقف لوگوں کو آگاہ کرنا یہ بہترین نیکی ہے اس لئے اگر دوست اس کار خیر میں حصہ لے کر ان خواہشمندوں کو فرقان کریم کے نور سے منور کر سکیں تو یقیناً وہ تبلیغ اسلام کے بہترین فرض کو بجا لائیں گے۔ اور اللہ کے حضور اجر عظیم کے مستحق ہونگے۔ اس ترجمہ نے گورمکھی دان سکھوں اور ہندوؤں پر کیا اثر کیا؟ اس کیلئے آپ اسی اخبار کے ۱۳، ۱۴ صفحات ملاحظہ کیجئے گھر کی لاگت پانچ روپے مگر تبلیغی نقطہ خیال سے ہدیہ صرف دو روپے۔ محصول ڈاک ۱۴ر علاوہ۔

تحریری تبلیغ کا اچھا نمونہ

مولوی ابو الفضل صاحب تھوڑے ہی عرصہ میں تقریباً ستاون ۵۷ ہزار چھوٹے چھوٹے تبلیغی ٹریکٹ شائع کر چکے ہیں۔ جو نہایت ہی سستے داموں پر دے رہے ہیں یعنی ایک آنہ کے بارہ۔ ان کا یہ سلسلہ بہت مقبول ہو رہا ہے کیونکہ یہ مختصر ٹریکٹ ایک تو ہر جگہ بخوبی پہنچائے جا سکتے ہیں اور دوسرے لوگ انہیں تھوڑے ہی عرصہ میں اطمینان سے پڑھ سکتے ہیں۔ بیرونی دوستوں کو اس تحریری تبلیغ میں مولوی صاحب کا ضرور ہاتھ بٹانا چاہئے۔

پتہ:- مولوی ابو الفضل صاحب محلہ دار الرحمت قادیان

چاند کے سفر کی تیاریاں

ماسکو سے یہ اعلان ہوا ہے کہ اس سال کے ختم ہونے سے پہلے ایک راکٹ ہوائی جہاز معہ ایک ہوا باز کے نہایت تیز رفتار سے کرہ ہوائی کے بالائی حصہ سے گذریگا۔ راکٹ سے مراد یہ ہے کہ ہوائی کی طرح یہ جہاز سیدھا اوپر کو اڑتا چلا جائے گا۔

اخبار آئز روزگار کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ اس تجربہ کے نتائج کا انتظار متعدد سائنسدان نہایت شوق کے ساتھ کرینگے کیونکہ وہ ایک ایسے ہوائی جہاز کے متعلق عرصہ سے کاغذی کاروائیاں کر رہے تھے جو کرہ ہوائی سے تیزی کے ساتھ گزر سکے اور بالآخر چاند کے خطہ تک پہنچ جائے۔ تقریباً دس سال گزرے، کلاک یونیورسٹی میساچوسٹا (امریکہ) کے سائنس کے پروفیسر گوڈرڈ نے اس کا تجربہ شروع کیا تھا۔ اس کا بھی انتہائی مقصد یہ تھا۔ کہ ان کا راکٹ نما ہوائی جہاز چاند تک پہونچ جائے۔ تحقیقاتی اعتبار سے انہوں نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ اب سیکنڈ میں ایک میل کی رفتار ہو سکتی ہے اور یہ رفتار ایسی ہے کہ زمین کی قوت کشش کا ردعمل ہو سکتا ہے اس کے بعد آہستہ چلنے والے پوڈر کے ذریعہ دو میل فی سیکنڈ کی رفتار قائم رکھی جائیگی۔ اور اس طرح سے ۷۲ گھنٹوں میں چاند تک رسائی ہو جائے گی۔ امریکہ کے ایک اور پروفیسر جے کیور اسٹیورٹ نے یہ حساب لگایا تھا۔ کہ ستر گھنٹوں میں چاند تک رسائی ہوتی ہے انہوں نے خلاء کے کرہ میں رفتار کا اندازہ ایک میل فی سیکنڈ لگایا ہے۔ ایک فرانسیسی سائنسدان نے یہ حساب لگایا تھا کہ سفر شروع کرتے وقت ساڑھے اٹھارہ میل فی سیکنڈ کی رفتار ہو گی اور اسطرح ۴ گھنٹہ سے کم وقت میں ہی چاند تک رسائی ہو جائیگی۔ اس سائنسدان کا نام البالٹ پانٹری ہے اسکی رائے تھی کہ ۱۹۳۳ء میں چاند تک پرواز کرنے کا معاملہ طے ہو جائے گا۔ اگر مجوزہ طریقہ سے یہ معاملہ طے ہو گیا۔ تو نہ صرف ہر ہفتہ چاند کا سفر ہوا کرے گا۔ بلکہ لوگ صبح کا ناشتہ زمین پر کریں گے اور دوپہر کا کھانا چاند میں کھائیں گے اور رات کے کھانے کے وقت تک پھر زمین میں واپس آ جائینگے

اس سلسلہ میں ہر الوبرتھو نامی ایک جرمن نے ایک کتاب لکھی ہے جسمیں اس مسئلہ کے متعلق چند دلچسپ تخمینے درج ہیں روسی لوگ تو اس تجربہ میں آکسیجن سے کام لیں گے۔ لیکن ہر الوبرتھو نے رقیق ہائیڈروجن کو ترجیح دی ہے جو پانی اور الکوہل کے میل سے تیار ہو گی۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی کروڑپتی مجھے ۵۰ ہزار پونڈ دیدے تو میں ایک ایسا راکٹ ہوائی جہاز تیار کر سکتا ہوں کہ جسمیں دو مسافر مع ایک ہوا باز کے سفر کر سکتے ہیں اور اس بوجھ کو لئے ہوئے وہ ہوائی جہاز دو لاکھ ۴۰ ہزار میل کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک ہندو دوست کا خواب

از جناب ٹھاکر نتھا سنگھ صاحب کلرک فورتھ کشمیر انفنٹری مقیم گپس (گلگت)

خواب کے متعلق یہ رجسٹری خط ٹھاکر صاحب موصوف کا ۱۶ رمئی کو مجھے ملا جو درج ذیل ہے۔

خواب جو مؤرخہ ۱۲ اپریل ۱۹۳۵ء بروز شکروار بوقت ۳ ربجے صبح کے قریب دیکھی گئی۔

آج میں حسب معمول ڈاکخانہ میں بابو عبدالکریم صاحب احمدی کے پاس بوقت ۲ ربجے بعد دوپہر گیا۔ دوران تبادلہ خیالات بابو صاحب نے فرمایا کہ ہمارے پاس قرآن کریم میں ایک آیت ہے جس کی رُو سے کسی سچائی کی بابت دریافت کرنا ہو، تو خدا سے آیت پڑھ کر دعا کرنی چاہیئے۔ کہ تو ہمیں سچا خواب دکھا۔ مجھے اس بات پر یقین ہو گیا کہ وہ خدا رحیم وکریم اور دوجہاں کا مالک ہے۔ اگر ہم اس سے سچے دل سے سچائی پوچھیں۔ تو ضرور بتائے گا۔ چنانچہ میں نے بھی اپنے پرماتما سے ایسی ہی پرارتھنا (دعا) کی اور شب کی سندھیا ادا کرنے کے بعد سو گیا۔ اب خواب میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ میں کسی دشوار گزار راستہ کو عبور کر رہا ہوں۔ اور اتنا اندھیرا ہے۔ کہ راستہ بالکل دکھائی نہیں دیتا۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ جگہ کہاں واقع ہے۔ اور نہ ہی میں نے کبھی اپنی آنکھوں سے اپنی زندگی میں ایسی جگہ دیکھی ہے۔ اسی گھبراہٹ میں مجھے ایک مہاتما دکھائی دئے۔ جو اپنے ہاتھوں میں چار نور کے چراغ لئے ہوئے ہیں۔ جن کی روشنی اس قدر تیز ہے۔ کہ جس جگہ تک میری نگاہ جاتی ہے۔ روشنی ہی روشنی نظر آتی ہے۔ میں نے ان مہاتما جی کو جھک کر نمسکار کیا اور ان کے پیچھے پیچھے چل پڑا، مہاتما جی نے جو کچھ نصیحت مجھے کی تمام کی تمام تو یاد نہیں البتہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ انہوں نے یہ فرمایا۔

"بچے۔ تم ابھی جگیا سو ہو سچائی کا راستہ تلاش کرو، پھر تم کو بھی اسی طرح کی روشنی ملجائیگی"۔

میں ان کی سکشا (تعلیم) سے اسقدر متاثر ہوا۔ کہ میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور ان کی استوتی (تعریف) کرنے لگا۔ اتنے میں وہ دشوار گزار راستہ بھی ختم ہو گیا اور ایک کھلا میدان دکھائی دیا۔ جو نہایت خوشنما تھا۔ ہر طرح کی سبزی اور پھل وہاں موجود تھے۔ میں اس باغ کی طرف ہی دیکھ رہا تھا کہ مہاتما جی تو میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے اور ایک نوجوان دکھائی دیا۔ جس کی ڈاڑھی نہایت خوبصورت تھی۔ اور اس باغ میں ان کے گھر بھی بنے ہوئے تھے، انہوں نے پوچھا کہ تم کون ہو، اور تمہارا نام کیا ہے اور تم کس مقصد کیلئے یہاں آئے ہو، میں نے اپنا نام بتاتے ہوئے کہا کہ میں ایک اجنبی ہندو راجپوت ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ میں اسجگہ کیوں آگیا۔ اس جرأت کے واسطے میں تہ دل سے معافی مانگتا ہوں۔ کسی بدنیتی سے نہیں آیا۔ آپ اس پر نہایت خوش ہوئے۔ جب میں نے پوچھا کہ آپ کا اسم مبارک کیا ہے اور آپ کون ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میرا نام سردار محمد یوسف سابق سردار سورن سنگھ ہے۔ میں تمہاری بات چیت پر بہت خوش ہوا ہوں۔ تم خوب سیر کرو۔ میں نے ان کو سلام کیا اور کہا کہ میں نے آپ کا ایک رسالہ سکھ مسلم اتحاد پڑھا ہے جس میں ہندو دھرم پر غیر معمولی حملہ کیا ہے۔ کیا مجھکو یہ اجازت ہے کہ میں آپ کے ساتھ اس معاملہ میں تبادلہ خیالات کروں۔ آپ نے بخوشی منظور کیا۔ اور ہم ایک عمدہ حوض پر بیٹھ گئے۔ بعد مباحثہ آپ نے فرمایا کہ یہ مذہبی مباحثات تو تاقیامت بھی نہیں مٹ سکتے۔ اس کے بعد ہم ایک نامعلوم جگہ کو روانہ ہو پڑے۔ راستہ میں ایک دریا آیا۔ جو نہایت لمبا چوڑا تھا، اور نگاہ دوسرے کنارے تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔ جب کنارے پر پہنچے تو سردار صاحب نے ایک ملاح کو بلایا۔ ملاح نے جو نہایت ڈراونی شکل کا تھا مجھے کشتی پر بٹھانے سے انکار کیا اور کہا کہ یہ کافر ہے ہم اس کو پار نہیں لیجائیں گے۔ اس پر سردار صاحب نے اسکو بُرا بھلا کہتے ہوئے خوب پیٹا اور ہم کشتی پر بیٹھ گئے جب کشتی دریا کے درمیان میں پہنچی۔ تو ایسی سخت ہوا چلی کہ ہم سب سخت گھبرا گئے۔ اور سمجھ بیٹھے کہ ہماری زندگی اب آخری لمحہ پر ہے۔ صاحب موصوف یاخدا، یا اللہ اور میں ہری اوم۔ ہری اوم کہنے لگ پڑا۔ چنانچہ ہوا کم ہو گئی۔ اور ہم کو بھی زندگی کی آس دکھائی دینے لگی۔ جب کشتی کنارے کے قریب پہنچی۔ تو دریا کے اس پار ایک بہت بڑا ہجوم دکھائی دیا۔ جو میرے اندازہ کے مطابق ایک لاکھ سے کم نہ ہوگا۔ ہجوم میں سے نعرہ بلند ہوا۔ کہ آگئے مارو، مارو۔ چنانچہ ہم پر گن کا فائر شروع ہو گیا اور گولیاں ہمارے کانوں کے نزدیک سے گزرتی تھیں۔ اور ہم سخت گھبرائے۔ سردار صاحب کہنے لگے کہ میرے پاس ایک الہامی کتاب ہے جس کو ہم "حقیقت الوحی" کہتے ہیں۔ (حقیقت الوحی کا نام اس سے قبل نہ ہی میں نے کبھی سنا تھا اور نہ ہی دیکھی تھی اب میں یہ کتاب بابو عبدالکریم صاحب سے لیکر بخوبی مطالعہ کر رہا ہوں۔ اس کو فائر کے سامنے کرنے سے فائر بند ہو جائیگا۔ میں نے اپنی جیب سے شری بھگوت گیتا کی پستک نکال لی اور دسواں ادھیائے پڑھنا شروع کر دیا۔ سردار صاحب بھی کچھ عربی میں پڑھ رہے تھے، فائر بند تو نہیں ہوا لیکن ہم کو کوئی گولی بھی نہیں لگی۔ اور بخیریت دوبارہ پار پہنچ گئے۔ ہجوم ہمکو سخت گالیاں نکال رہا تھا۔ آخر کار سردار صاحب کے حکم کے مطابق میں ایک جگہ کھڑا ہو گیا اور انگریزی میں تقریر کرنے لگا۔ جو کہ تمام کی تمام مجھے یاد نہیں۔ صرف اس قدر مفہوم یاد ہے کہ میں نے کہا کہ ہم لوگوں کو اس امن کے زمانہ میں جبکہ سروویاپک (محیط الکل) انترنیامی پرماتما (عالم الغیب خدا) نے ہمارے سر پر ایک ایسی گورنمنٹ قائم کردی ہے کہ جسکی حکومت میں شیر اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پی رہے ہیں ہم کو بھی امن سے زندگی بسر کرنی چاہیئے اور جہاں تک ہو سکے وفادار بنکر ہمکو اپنی جان تک دے دینی چاہیئے کیونکہ ہم اسی ملک کے رہنے والے ہیں۔ اور اس مبارک حکومت کے نمکخوار ہیں اگر ہم قانون کے برخلاف ایک انچ بھی آگے پیچھے ہوئے تو ہم کمینہ آدمی کہلائیں گے۔ آؤ ہم سب ملکر اس مالک دوجہان سے دعا کریں کہ ایسی مبارک حکومت ہم پر جب تک زمین وآسمان قائم ہیں ہم پر قائم رہے اور ہم امن سے زندگی بسر کریں نیز آپ لوگ جو اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غیر معمولی ہجوم میں جمع ہوئے ہیں تمام کے تمام مسلمان ہیں خواہ احراری ہیں یا کہ احمدی۔ میرا اس میں کوئی تعلق نہیں۔ تاہم میں آپ سے یہ التجا کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ حضرت میرزا غلام احمد صاحب کی تعلیم کے آگے تمہاری مثال اس بچہ سے ہے۔ جو سمندر کے کنارے بیٹھا ہوا چھوٹی چھوٹی سیپیوں سے کھیل رہا ہو۔ اور اسکو یہ علم نہ ہو کہ سمندر میں کچھ اور بھی ہے اور یہ کس قدر گہرا ہے۔ تم لوگ بھی مسلمان ہو کر سچائی کی تلاش کرو۔ اس کے بعد تمام لوگوں نے میری حد سے زیادہ عزت کی۔ اور میرے گلے میں چند آدمیوں نے پھولوں کے خوشنما ہار ڈال دئے۔ جس کے واسطے میں نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ اب سردار صاحب کہنے لگے کہ چلو تم کو مرزا صاحب کی زیارت کرائیں چنانچہ میں خوشی خوشی روانہ ہو پڑا۔ راستہ میں ایک عظیم پہاڑ آیا جو نہایت دشوار گزار تھا۔ لیکن جس طرح بھی ہو سکا ہم اسکو عبور کر گئے۔ اور پہاڑ پر ایک مکان جو کہ کسی جھیل کے درمیان میں بنا ہوا ہے نہایت عالی شان ہے۔ پل کو عبور کر کے اس میں ہم داخل ہو گئے۔ اور دیکھا کہ ایک عالی شان تخت بچھا ہوا ہے جس پر ایک نورانی شکل کا عابد بیٹھا ہوا ہے۔ اب میں اکیلا تھا۔ اس نے مجھے اپنے نزدیک ایک مخملی کرسی پر بیٹھنے کے لئے اشارہ کیا۔ میں سلام کر کے بیٹھ گیا۔ ان ہی حضرت نے مجھے پانچ سیب کھانے کیلئے دئے۔ غور کرنے سے مجھے معلوم ہوا کہ چند چھینٹے خون کے ان پر پڑے ہوئے ہیں اور کچھ چھینٹے خون کے اس بزرگ کے کپڑوں پر بھی پڑے ہوئے تھے۔ جو مجھے نہایت ناگوار گزرے۔ میں اس کی وجہ دریافت کرنے کے لئے جب کھڑا ہوا تو اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ کوارٹر گارڈ سے تین بجے صبح کے گھڑیال کی آواز آئی اور دیکھا کہ میں گیس میں ہی ہوں شکریہ ادا کیا۔ اور کاغذ لے کر خواب لکھ لی۔

نوٹ از ایڈیٹر۔ اس بزرگ ہستی کی تقدیس میں کچھ کلام نہیں باقی خون کے چھینٹوں سے مراد ہم لوگوں کی برائیاں ہیں۔ اس لئے آپ کو ہم لوگوں کی برائیوں یا نقائص کی طرف نہیں دیکھنا چاہئے۔ بلکہ اس نورانی صورت بزرگ ہستی جس کا چہرہ مبارک خواب میں دکھلایا گیا اور اس کی مبارک تعلیم کو جو حقیقت الوحی کے رنگ میں آپ پڑھ رہے ہیں۔ دیکھئے جو از سرتا پا نور ہی نور ہے۔ آپ کا یہ خواب بہت مبارک ہے جو آپ کی سعادت پر دلالت کرتا ہے۔ اللہ کریم آپ کا حامی و ناصر ہو اور آپ کو صداقت پر چلنے کی توفیق دے۔

سنگھٹن کا تازہ کارنامہ

مہاتما اوتاما کے ارشادات عالیہ

بھونگی اوتاما رنگون میں بدھ مذہب والوں کے ایک پروہت ہیں۔ آپ کا نام پہلے پہل ترک موالات کی تحریک میں سنا گیا تھا۔ آپ ہندوستان اور برہما کے الحاق کے بہت بڑے حامی ہیں۔ کیونکہ ہندوؤں کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے اور پنڈت مالوی نے "پین اسلامزم" کے مقابلہ میں "پین ہندوازم" کا جو نصب العین پیش کر رکھا ہے وہ آپ کو بہت پسند ہے۔

بھونگی صاحب "بھکشو اوتاما"۔ "ریورنڈ اوتاما" "اوتاما بھکو" اور (تازہ ترین) "اتم بھکو" کے مختلف ناموں سے موسوم کئے جاتے ہیں۔ اس دفعہ ہندوؤں نے آپکو ہندو مہاسبھا کی صدارت کا اعزاز دے کر اپنی طرف سے گویا ہندوؤں اور بودھوں کے قصر اتحاد کا بنیادی پتھر رکھدیا۔ حالانکہ ان دونوں مذہبوں کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔ بدھ مت والے خدا کا نام بھی نہیں جانتے اور ہندوؤں کے ہاں ایشور، پرماتما، سرو شکتیمان کا تصور موجود ہے۔ بدھ مت والوں کے نزدیک جات پات بالکل لغو اور بیہودہ چیز ہے اور بقول گاندھی جی ہندو دھرم کی بنیاد ہی "ورن آشرم" پر قائم ہے۔ بدھ مت والوں کے ہاں کسی جاندار کو ایذا دینا حرام ہے۔ لیکن ہندوؤں کے نزدیک اہنسا محض گاندھی جی کا ایک وہم ہے اور سناتن دھرم کے مندروں میں آئے دن صدہا جانور محض قربانی کی خاطر نذر اجل کر دئے جاتے ہیں۔

پھر "اتم بھکو" اور پرماتما جی کا اتحاد کیونکر ہو گیا؟ اس کی وجہ بھکو جی نے اپنی لاہور کی تقریر میں خود ہی بیان کر دی آپ نے کہا۔ کہ میں تو اپنے مذہب کو طاق پر رکھ چکا ہوں کیونکہ غلاموں کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ چلئے قصہ ختم ہوا۔ جب بھونگی جی کا مذہب ہی کوئی نہیں تو پھر وہ ہر سانچے میں ڈھل سکتے ہیں۔ اگر بودھ ہوتے ہوئے اُنہوں نے ہندو سبھا کی صدارت قبول کر لی۔ تو اس میں کونسی تعجب کی بات ہے اگر وہ سچے بودھ ہوتے تو اس قوم میں شامل ہونے کی حامی ہرگز نہ بھرتے جس نے ہندوستان سے بدھ مت کو بے نشان کر دینے میں اپنی طرف سے کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ اور برہمنی اقتدار کو از سر نو قائم کر کے بودھوں کو چین اور جاپان کی طرف بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔ یہاں تک کہ ہندو بودھوں کے "حرم" یعنی بودھ گیا کے مندر پر بھی قابض ہو گئے۔ اور صدہا سال سے ایسے قابض ہیں کہ اس کو واگذار کرنے کا نام نہیں لیتے۔

اب ہندو ایک طرف تو بھکو جی سے یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے اور آپ کے دھرم میں کوئی فرق ہی نہیں دوسری طرف جب بودھ اپنے مندر کی واگذاری کا مطالبہ کرتے ہیں تو ہندو ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں۔ اگر بھکو جی کے دماغ میں بودھ دھرم کا ایک ذرہ بھی باقی ہے تو انہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ یہ قوم اپنے ہندو بھائیوں سے مل نہیں سکتی غیروں سے کیا ملے گی۔

افسوس ہے کہ ہندوؤں کے بے پناہ تشدد کی وجہ سے آج ہندوستان میں بودھوں کی رائے عامہ باقی نہیں ہے ورنہ بھکو جی کو ہندو سبھا کی صدارت بہت مہنگی پڑتی کیونکہ بودھ بھی اچھوتوں کی طرح ہزارہا سال سے ہندوؤں کے مظالم کے شاکی ہیں اور ہندوؤں کے ساتھ ان کا اتحاد اتنا آسان نہیں جتنا سمجھا جاتا ہے۔ (انقلاب)

پانچ سالہ لڑکے کی اولوالعزمی

برائیٹن سے لنڈن تک موٹر کوچ میں سفر

برائیٹن (بذریعہ ڈاک) ایک پانچسالہ لڑکا برائیٹن سے لنڈن تک اکیلا موٹر کوچ پر روانہ ہو گیا ہے وہ خود ہی موٹر کوچ کو چلا رہا ہے۔

دنیا کی تاریخ میں یہ پہلی مثال ہے کہ ایک پانچ سالہ لڑکا اتنے حوصلے کا کام دکھائے۔ برائیٹن کے موٹروں کے اڈہ پر لوگوں کا ایک بھاری ہجوم اسے الوداع کہنے کیلئے موجود تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میرا مذہب مجھے کیوں پیارا ہے؟

از قاضی محمد یوسف صاحب احمدی پشاور

گذشتہ سے پیوستہ

یہ تعلیم چونکہ ہمارے دلوں پر حکومت کرتی ہے اور محض خدا تعالیٰ کی رضامندی کیلئے ہمارا یہ عقیدہ ہے نہ کسی گورنمنٹ کے قانون کی خلاف ورزی کے ڈر سے، ہندوستان میں جب بعض دوسرے مذاہب کے بانیوں کی ہتک کی تو سرکار انگریزی کو قانون وضع کرنا پڑا مگر قانون کی زد سے لوگ اپنے تئیں بچالیتے ہیں۔ کیونکہ قانون کی حکومت اجسام پر ہے مگر مذہب کی حکومت دلوں پر ہے۔ پس جو بات آج انگریزی قانون کے ذریعے بھی پورے طور پر حاصل نہ ہو سکی وہ ہم کو از روئے قرآن کریم حاصل ہے۔ یعنی یہ کہ ہم مذہبی رواداری سے کام لیں۔

ہمارے نبی حضرت محمد صلعم کے پاس نجران کی عیسائیوں کا وفد آیا۔ اور وہ دن اتوار کا تھا۔ ان کو گرجا کرنے کی ضرورت پیش آئی حضرت محمد صلعم نے ان کو اپنی مسجد نبوی میں گرجا کرنے کی اجازت دیدی۔ دیکھو کسقدر وسعت قلبی، مذہبی آزادی اور رواداری کا نمونہ ہے۔ یہ بے نظیر قانون میرے دھرم اسلام نے پیش کیا ہے۔ اس لئے میرا دھرم اسلام مجھے پیارا ہے۔

اسلام حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پوری تعلیم دیتا ہے

سولھواں سبب یہ ہے کہ میرے دھرم نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی مکمل تعلیم دی ہے۔ خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک ثابت کیا۔ اس کو بدیع یعنی نیست سے ہست کرنے والا، خالق الاشیاء، تمام چیزوں کو خلقت اور وجود دینے والا، اس کو مالک یعنی بادشاہ مختار کل اور خاوند ثابت کیا۔ اسکو الاوّل کہا یعنی سب سے پہلے وہ اللہ تھا۔ روح اور مادہ اس کے بعد ہوئے۔ اور اس کے امر اور حکم سے ہوئے۔ اس کو الآخر کہا یعنی سب سے بعد اور آخر رہنے والا۔ الغرض سو کے قریب خدا کے نام بتائے جن میں سے ہر ایک نام اس کی لازوال صفت کو ظاہر کرتا ہے۔

حقوق العباد میں والدین ماں باپ کی تعظیم و تکریم۔ ادب اور تابعداری پر زور دیا۔ خدا کے بعد انسانوں میں سے ماں باپ کے حق کو مقدم قرار دیا۔ یہاں تک حکم دیا کہ ان کے کسی قول یا فعل پر اظہار ناراضگی کے طور پر اُف تک مت کرو اور نہ ان کو جھڑکو۔ بلکہ ان کے حق میں دعا کرو۔ ان کے آگے بازو جھکاؤ، ان کا حکم مانو، ہاں اگر وہ خدا کے حکم کے مقابلہ میں کوئی حکم دیں تو ایسے موقعہ پر صرف خدا کی بات مانو اور والدین کے حکم کی اطاعت مت کرو۔ البتہ دنیاوی معاملات میں ان کے ساتھ حسن سلوک جاری رکھو۔ خواہ تمہارا مذہب کچھ اور ہو اور ان کا کچھ اور۔ جنت کو ماں کی تابعداری میں بتایا۔ خدا کی رضامندی کو والد کی رضامندی پر منحصر رکھا۔ بھائیوں سے حسن سلوک اور بہنوں سے محبت اور مودّت کی تعلیم دی۔ رشتہ داروں سے حسن سلوک اور صلہ رحمی کا حکم دیا۔ غیر مذاہب سے تالیف قلوب کی تحریک کی ہمسایہ قریبی اور بعیدی سے اچھے سلوک کا حکم دیا۔ مسافر، مسکین و یتیم سے عمدہ اخلاق اور حسن سلوک کی ہدایت دی۔ غلاموں اور کنیزوں اور اسیران جنگ سے بہترین سلوک کی تعلیم دی۔ عورت پر مرد کی اطاعت اور فرمانبرداری لازمی رکھی اور دیانت داری سے رہنے کی تعلیم دی۔ مرد کو عورت کے ساتھ اچھے شوہر کی طرح رہنے اچھا سلوک کرنے، ہمدرد و مشیر بنانے اس کے رشتہ داروں کی رعایت رکھنے، اس کی عصمت اور عفت کو محفوظ رکھنے کے واسطے اس کو پردہ میں رکھنے کی تعلیم دی۔ کھلے لفظوں میں فرمایا کہ ولھن مثل الذی علیھن یعنی عورتوں کے مردوں پر وہی حقوق ہیں جو مردوں کے عورتوں پر ہیں۔ البتہ الرجال قوامون علی النساء کے حکم کے ماتحت مرد عورتوں پر حکمرانی کا حق رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ مرد ہے شوہر، آقا اور مطاع ہے کما کر دیتا ہے۔

اسلام نے عام حالات میں صرف ایک عورت کی شادی کی اجازت دی ہے اور خاص حالات میں مثلاً اگر پہلی بیوی بد اخلاق ہو، دائم المریض ہو یا کسی متعدی بیماری میں مبتلا ہو یا بانجھ وغیرہ ہو، تو مرد دو عورتیں کر سکتا ہے یا اگر استطاعت ہو اور ظاہری امور میں عدل ناممکن نہ ہو، اور قائم کر سکتا ہو، تو نہایت چار تک کر سکتا ہے زیادہ نہیں مگر ان کے ساتھ سلوک اور برتاؤ تا حد استطاعت عدل اور مساوات سے کرنا ہوگا۔ جو عدل نہ کر سکے وہ صرف ایک بیوی کرے ہاں فطری امور میں جہاں ظاہری حالات کام نہیں دے سکتے وہاں عدل ناممکن ہے۔ اسلام نے عورت کو خاوند سے مہر دلایا۔ والدین سے حصہ وراثت دلایا۔ وہ خود اپنا مال تجارت میں لگا سکتی ہے اپنے مال کے استعمال میں آزاد ہے نیکی اور خیرات کے کاموں میں حصہ لے سکتی ہے نابالغوں کی شادی کی اجازت نہیں دی بلکہ شادی کو بالغ مرد اور عورت کے پسند اور مشورہ پر رکھا جو صرف بالغ کا حق اور کام ہے۔

اسلام نے پردہ کی تاکید کی اور صاف حکم دیا قل للمومنین یغضوا من ابصارھم قل للمؤمنٰت یغضضن من ابصارھن۔ یعنی مومن مردوں سے کہدو کہ وہ اپنی نگاہ نیچے کر کے راہ چلیں اور اوپر کو دیکھتے ہوئے یا دوسرے کے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے نہ چلیں۔ اسی طرح مومنہ عورتوں سے کہدو کہ وہ اپنی نگاہ نیچے رکھکر راہ پر قدم زن ہوں یہی اصل پردہ ہے۔ ہاں جب گھر سے باہر کسی ضروری کام کاج کو جائیں۔ تو اسی طرح اپنی زیب و زینت کے مقامات پر کپڑا اوڑھ لیں جس سے دوسرے شخص کو اس کے زینت کے مقامات نظر نہ آویں۔ پردہ عصمت و عفت کے واسطے ضروری ہے۔ جن اقوام نے پردہ ترک کر دیا ہے۔ وہ آج اس کے بُرے نتایج سے سخت تکلیف میں ہیں۔

اسلام نے حکم دیا ہے کلھم راعی وکلھم مسئول عن رعیتہ تم میں سے ہر ایک شخص بادشاہ اور حکمران ہے اور اس کو اپنی رعیت کے حقوق کا ضرور خیال رکھنا چاہئے کیونکہ اس سے اس کی رعیت کے بارہ میں باز پرس ہوگی ہم کو حکم دیا کہ اولی الامر کی اطاعت کریں خواہ بادشاہ مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ بغاوت اور فساد کو سخت ناپسند کیا ان اللہ لا یحب المفسدین خدا تعالیٰ مفسد کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ گھروں میں داخل ہونے اور دوستوں کی ملاقات کے آداب اور طریق سکھائے۔ الغرض زندگی کا کوئی شائبہ ایسا نہیں چھوڑا۔ جس کے بارہ میں ہدایات نہ دی ہوں۔

اسلام میں معیار شرافت

دنیا ایک عظیم الشان نسلی، کسبی رنگت یا ملکی امتیاز کے باعث غرور اور قابل نفرت ہے۔ میرے دھرم نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکرٍ و انثیٰ و جعلنٰکم شعوباً و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم کہکر اس امتیاز کو مٹایا اور معیار شرافت قابلیت اور موزونیت فطری و دماغی پر رکھا نہ کہ لوگوں کی تقسیم پر۔ صاف کہا کہ تم سب لوگ ایک ہی قسم پیدائش رکھتے ہو۔ ایک ہی جنس نسل انسان ہو، تمہارے شعوب اور قبائل یا قومی امتیازات محض تعارف باہمی کے واسطے ہیں ورنہ خدا کے حضور شرافت اور عزت صرف تقویٰ یا قوت ممیزہ کے جوہر پر منحصر ہے بلکہ غلامی اور شودر پن کو مٹانا عبادت کا جزو قرار دیا۔ غلاموں کی تربیت اور ترقی کو مسلمانوں کا فرض عین قرار دیا۔ خدا کے گھر مسجد میں اس کے حضور کھڑے ہوئے بادشاہ اور گدا، برہمن اور شودر کو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے پڑھنے کے بعد ایک صف میں کھڑا کر دیا اور اخوت و مساوات کا نظارہ دکھلا دیا۔ شودر کو مسلم ہونے پر شیخ یعنی بزرگ یا قابل احترام کا خطاب دیا گیا صاف اعلان کیا۔ شرافت الانسان بالعلم والادب ولا بالمال والنسب یعنی ایک انسان کو اسلام میں جو شرافت حاصل ہے وہ صرف اس کی علمی اور ادبی قابلیت کی معیار پر ہے نہ مالی یا نسلی امتیاز پر۔ چونکہ اسلام نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کو نہایت مشرح و مفصل بیان کیا ہے اس واسطے مجھے میرا دھرم اسلام پیارا ہے۔

اسلام میں نجات کا مدار عمل پر ہے نہ سفارش پر

ستراہواں سبب یہ ہے کہ میرے دھرم اسلام نے بتایا ہے کہ انسان روح اللہ ہے۔ اور پیدائشاً پاک ہر اور شریعت کاملہ کامل نبی کا کام ہے تا وہ اپنے پیروؤں کو پاک اور صاف رکھے۔ حضرت محمدؐ از روئے قرآن خود مزکی تھے۔ اور امت کے واسطے مزکی پاک کرنیوالے تھے۔ اور ان کا ایک کام یزکیھم تھا یعنی تزکیہ نفوس کرنا تھا۔ پس جو لوگ پاک اور صاف تھے یا پاک اور صاف ہوئے۔ وہ چونکہ دراصل روح اللہ تھے اور خارجی آوارگیوں سے پاک ہو گئے تھے۔ اور یاایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ۔ فادخلی فی عبٰدی وادخلی جنتی کے ماتحت تزکیہ نفس کا اطمینان حاصل ہونے کے بعد اپنے رب کی طرف واپس جاتے ہیں۔ وہ خدا سے راضی ہو جاتے ہیں۔ اور خدا ان سے راضی ہوتا ہے وہ خدا کے نجات یافتہ بندوں میں شمار ہوتے ہیں۔ اور یہی جنت ہے ہم جو انا للہ وانا الیہ راجعون کہا کرتے ہیں اس کے بھی یہی معنے ہیں۔ کہ ہم خدا کی مخلوق ہیں خدا کے حکم کے ماتحت ہیں اور خدا کی طرف ہی واپس جانے والے ہیں۔

اسلام میں نجات کا دار و مدار تزکیہ عقائد، تزکیہ اخلاق، اور تزکیہ اعمال پر منحصر ہے۔ کسی کی دوستی یا سفارش پر نہیں جیسا کہ قرآن کریم کہتا ہے لا خلۃ و لا شفاعۃ اسلام ہر شخص کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے اور اپنے قویٰ سے کام لینے اور اپنے قوائے عملی کو تحریک میں لانے کی تعلیم دیتا ہے یہ نہیں کہتا کہ دوسرے کے اعمال یا سہارے یا سفارش سے جنت میں داخل ہونگے۔ چنانچہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مضمون کو اسطرح ادا کیا ہے ؎

حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر است ٭ رفتن بپائے مردی ہمسایہ در بہشت

یعنی اگر بہشت میں داخل ہونا کسی دوسرے انسان کی سفارش، کفارہ یا عمل پر منحصر ہو اور اپنے قوائے عملی کو بیکار محض کر رکھنا ہوتا تو ایسے جنت اور نجات سے دوزخ ہی بھلا ہے جہاں کسی کی سفارش کا ممنون ہونا تو نہیں پڑیگا۔ کیا وہ نجات اور جنت دوزخ سے کم ہے جو دوسرے کی سفارش سے ملے۔ البتہ اسلام کہتا ہے کہ ہمارا خدا مالک ہے اور اپنی مملوکہ اشیائ کے ساتھ جیسا سلوک چاہے کر سکتا ہے اگر وہ محدود اعمال کے بدلے لامحدود اجر دیدے تو اس کی رحمانیت اور شان سے بعید نہیں۔ اور نہ اس میں دوسرے کسی کی حق تلفی ہے اگر وہ رحمٰن ہو کر ہمارے عمل کے بغیر بہت کچھ دے سکتا ہے اور رحیم ہو کر اعمال کا کئی گنا اجر دے سکتا ہے۔ تو اگر وہ محدود اعمال کا غیر محدود اجر دے تو اس کو کون روک سکتا اور کون پوچھ سکتا ہے۔ کیا مالک سے باز پرس ہو سکتی ہے۔ اسلامی نجات کی صورت یہ ہے کہ ہر شخص جو نجات کا طالب ہے وہ جس قدر قرآن کریم کی تعلیم پر عامل ہوگا اور حضرت محمد صلعم کے عقائد، اخلاق اور عمل کا نمونہ بنیگا اسی قدر اس کی نجات ہوگی۔ اسلامی دوزخ بھی صرف بغرض اصلاح اور تربیت ہے جیسا کہ امّہٗ ھاویۃ سے ظاہر ہے۔ یعنی جس طرح ماں اولاد کی پرورش اور تربیت کرتی ہے۔ اسی طرح اسلامی دوزخ یا ہاویہ بغرض اصلاح و تربیت نقائص ہے جسوقت ہر شخص اپنے کرم کا پھل بھگت لیگا۔ تو بعد اس کے ان کی نیکیوں کی جزاء شروع ہوگی۔ یعنی وہ دوزخ سے جنت میں داخل ہوگا اسلئے اسلام کا جنت یا دارالنجات دائمی ہے اور اسلام کا دوزخ یا دارالاصلاح عارضی ہے۔

اب ہم اپنا مضمون ختم کرتے ہیں اور ایک دفعہ پھر جناب پریذیڈنٹ صاحب اور ممبران آریہ سماج پشاور، صدر اور حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنہوں نے ہمارے مضمون کو نہایت صبر و سکون سے سُنا۔ خدا کرے کہ کوئی مفید نتیجہ پیدا ہو۔ آمین ٭

لڑاکا ہندوستان

۷ر مئی سنہ ۱۹۳۵ء کے اخبار ملاپ میں ہمارے ہندوستانیوں کی حالت کے متعلق ایک لیڈنگ آرٹیکل بہ عنوان

"لڑنے کے سوائے اب کوئی کام نہیں"

شائع ہوا ہے اس لیڈنگ آرٹیکل میں مہاشے خوشحال چند نے ہندوستانیوں کے ایک پہلو کی بُری حالت کا ایک نقشہ پیش کیا ہے وہ واقعی ٹھیک ہے۔ ان کا پیش کردہ نقشہ یہ ہے: "معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کے باشندوں کو اب باہمی لڑنے کے سوائے کوئی کام نہیں رہا۔ ہندو مسلمانوں کی لڑائیاں تو خیر اب روزمرہ کی باتیں ہو گئی ہیں۔ لیکن لڑنے جھگڑنے کی یہ وبا زیادہ گہری چلی گئی ہے۔ اور اس نے ہندوستان کی کسی بھی سبھا۔ سوسائٹی۔ انجمن۔ اور کانفرنس یا کانگریس کو نہیں چھوڑا۔

مسلمان مسلمانوں کو سب سے زیادہ منظم جماعت سمجھا جاتا ہے لیکن یہ بھی گتھم گتھا ہو رہے ہیں۔ محرم ہی کے موقعہ پر شیعہ سنی ایک دو مقامات پر ایک دوسرے کے سر پھوڑ چکے ہیں۔ علی گڑھ کے اسٹیشن پر مولانا شوکت علی سے اپنے ایک پرانے دوست سے اُلجھ پڑے اور اس کا سر پھوڑ ڈالا۔ لاہور کے اسلامی جلسہ میں مسلمانوں کے اندر زبردست تکرار ہوگئی۔ قادیان میں تو اب مسلمان[1] آپس میں اب لڑے بغیر اپنے دن گزار ہی نہیں سکتے۔ لاہور

[1] الحمد للہ! احمدی اس سے مبرا ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میونسپلٹی میں ملک محمد دین اور خواجہ فیروز الدین کی دو پارٹیاں بن چکی ہیں اور ان کے درمیان جنگ زرگری شروع ہے احراریوں اور احمدیوں کی دشمنی تو بہت ہی سنجیدہ صورت اختیار کرتی چلی جارہی ہے اور یہ کوئی غیر ممکن نہیں ہے کہ کسی نہ کسی وقت ان مسلمانوں کے درمیان بہت خوفناک فساد ہو جائے

سکھ

سکھوں کے سنگٹھن کی دھاک ہر کس وناکس پر بیٹھی ہوئی تھی۔ گورو کے باغ کے مورچہ نے سکھوں کو دنیا بھر میں سب سے زیادہ قوت برداشت رکھنے والی اور سب سے زیادہ سنگھٹت جماعت مشہور کر دیا تھا۔ لیکن جب سے گوردوارہ ایکٹ بنا ہے اور گوردوارے سکھوں کے اندر پھوٹ اور فساد کا آغاز ہوگیا ہے اور اب تو سکھوں کی پھوٹ ضرب المثل ہوتی چلی جارہی ہے ماسٹر تارا سنگھ جی نے اس پھوٹ کا خاتمہ کرنے کے لئے جلاوطنی بھی اختیار کی لیکن اس مرض کا علاج نہ ہو سکا۔ گیانی شیر سنگھ جی کی پارٹی اور ماسٹر تارا سنگھ جی کی پارٹی میں پچھلے دنوں ایک سمجھوتہ ہوا تھا لیکن سمجھوتہ کا بچہ پیدا ہوتے ہی مر گیا۔ اور اب دونوں لیڈروں کے اعلان شائع ہو رہے ہیں اور فی الحال نئے سمجھوتہ کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

کانگرس

کانگرس کی یک جہتی کا سکہ گورنمنٹ پر بھی بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن پھوٹ کی لش بھری ہوا نے ملک کی اس قومی انجمن کو بھی نہیں چھوڑا۔ پہلے کانگرسیوں اور نیشنلسٹ کانگرسیوں میں پھوٹ پڑی۔ اور اسمبلی الیکشن کے موقعہ پر وہ دہما چوکڑی مچی کہ الامان پکارا جارہا تھا۔ اب کانگرس کے اندرونی حلقہ میں پھوٹ کے آثار نظر آرہے ہیں۔ مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی کی لیڈری خطرہ میں نظر آتی ہے۔ ابھی پچھلے دنوں دہلی میں ایک کانگرسی ممبر نے مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی کے خلاف کانگرسی پارلیمنٹری بورڈ کی میٹنگ میں ملامت کا ووٹ پیش کر دیا۔ اگرچہ اس کی خبر باہر نہیں نکالی گئی۔ تاہم سچائی سات پردے پھاڑ کر بھی باہر نکل آتی ہے ڈاکٹر انصاری اور مسٹر راجگوپال آچاریہ چاہے اپنے استعفوں کی وجوہات کچھ بیان کریں۔ ان کی تہ میں اندرونی پھوٹ ہی کام کرتی دکھلائی دیتی ہے مہاتما گاندھی کا کانگرس سے الگ ہو کر بیٹھ رہنا اس نزاشا کو پرگٹ کرتا ہے۔ جو کانگرس کی پھوٹ سے مہاتما جی کے دل میں پیدا ہو گئی ہے اور کیا عجب ہے کہ گاندھی ازم کے بھگت یکے بعد دیگرے کانگرس سے الگ ہو جائیں۔ اور کانگرس سوشلسٹ لیڈروں کے ہاتھ میں آجائے لیکن قضیہ یہیں ختم نہیں ہوتا۔ سوشلسٹوں کے اندر بھی پھوٹ موجود ہے۔ یہ تحریک ابھی نشوونما بھی نہیں پائی کہ اس میں انتشار کے آثار نظر آرہے ہیں۔

پنجاب کے کانگرسیوں کی پھوٹ کو تو مہاتما گاندھی بابو راجندر پرشاد اور شریمتی سروجنی بھی دور نہیں کر سکتے اور نہیں کر سکیں گے۔ اور عین پولٹیکل کانفرنس کے دنوں میں ذرا ذرا سی بات پر اس پھوٹ کے مظاہرے ہوتے رہے ہیں بھلا یہ بھی کوئی جھگڑے کی بات تھی۔ کہ بابو راجندر پرشاد ڈاکٹر گوپی چند کی پارٹی کی موٹر پر سوار ہوں یا ڈاکٹر ستیہ پال کی موٹر پر۔ لیکن یہ نہایت رنجدہ واقعہ ہے کہ اسی بات پر آپس میں تو تو میں میں ہو پڑی۔ اور بابو راجندر پرشاد نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ جب تعلقات اس حد تک بگڑ چکے ہوں تو اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پھوٹ کا مرض کتنا گہرا ہو گیا ہے۔

ہندو

مسلمانوں کا ذکر ہو چکا۔ سکھوں اور کانگرس کا بھی ہو چکا۔ باقی رہ گئے ہندو۔ ہندوؤں کی پھوٹ تو زمین آسمان پر مشہور ہو چکی ہے۔ ہندوؤں کی بے شمار سبھاؤں کے اندر باہمی کوئی میل ملاپ نہیں۔ بلکہ اس کے خلاف ہی کام کرتے ہیں۔ ہندو مہاسبھا میں بھی خود غرضوں نے پھوٹ پیدا کر رکھی ہے جو لوگ برسوں سے بھاری بھر کم پنشنیں لے کر اپنے پاپی پیٹ بھر رہے تھے۔ بھائی پرمانند جی نے ان کی پنشنیں بند کر دیں۔ بس پھر کیا تھا۔ بھائی صاحب کے خلاف جہاد شروع ہو گیا۔ بدقسمتی سے پنجاب میں جہاں ہندوؤں کو متحد ہو کر زندگی بسر کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ وہاں یہ زیادہ لڑتے ہیں ہندو سبھا کے خلاف ہر وقت پرچار ہوتا رہتا ہے۔ کچھ لوگوں نے تو قسمیں کھا رکھی ہیں۔ کہ وہ ہندو مہاسبھا میں کام کرنے والوں اور بھائی پرمانند کے خلاف کچھ بول کر ہی روٹی کھایا کریں گے۔ ہندوؤں کے اندر آریہ سماج سناتن دھرم سبھا دو الگ الگ سنستھائیں۔ یہ بھی آپس میں گتھم گتھا رہتی ہیں یہی نہیں۔ بلکہ سناتن دھرمی آپس ہی میں لڑ رہے ہیں اور آریہ سماجیوں میں بھی باہمی کشمکش موجود ہے۔ غرضیکہ نیچے سے لے کر اوپر تک پھوٹ ہی پھوٹ کا دور دورہ معلوم ہوتا ہے

آوے کا آوا اوت گیا

غرضیکہ ہندوستان کا آوے کا آوہ اوت گیا ہے اور ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستانیوں کو، ہندو مسلمانوں کو، سکھوں کو، کانگرسیوں کو، ہندوؤں اور مسلمانوں کے مختلف فرقوں کو باہمی لڑائی جھگڑے اور فساد کرنے کے سوائے اور کوئی کام کرنے کے لئے باقی نہیں رہا۔ ابھی میں نے بہت موٹی مدات کا ذکر کیا ہے۔ آج کل تو لڑائی جھگڑے کے نئے نئے محاذ تیار کئے جا رہے ہیں۔ مثلاً ایک نئی پھوٹ سرمایہ دار اور مزدور کی پیدا کر دی گئی ہے عورتوں اور مردوں کے درمیان کئی قسم کی چپقلش کو جنم دیدیا گیا ہے اور لطف یہ ہے کہ ان تمام تفریقوں اور تقسیموں کی ترقی کو ملکی بیداری کے مترادف سمجھا جارہا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی شیطان ہے جو ہندوستان کو بہکا رہا ہے۔ اور ہندوستان کو الٹی تعلیم دے کر انکی طاقتیں باہمی جدوجہد میں صرف کر رہا ہے۔ کاش ہم سب لوگ اس راز سے آگاہ ہو جائیں اور اپنی طاقتوں کو ضائع نہ کریں بلکہ انہیں متحد کر کے ہندوستان ہی نہیں بلکہ انسانیت کے سب سے بڑے دشمن کے خلاف مورچہ لگائیں۔ یہ دشمن سوارتھ یا خود غرضی کے سوائے اور کوئی نہیں۔

---

۹ فٹ ایک انچ لمبا آدمی

ایک ہفتہ میں چھ انچ بڑھ گیا

چند ہفتے ہوئے سعد محمد غازی جس کی عمر ۲۲ سال کی ہے۔ قاہرہ کے ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ اسوقت اس کا قد چھ فٹ چار انچ تھا۔ ایک ہفتے میں وہ چھ انچ بڑھ گیا۔ اسکے بعد دو ہفتوں میں چھ انچ اور بڑھ گیا۔ چوتھے ہفتے میں ۹ انچ تک بڑھ گیا۔ اس سے ڈاکٹروں کو سخت تشویش پیدا ہو گئی۔ ہمارے ہسپتال میں اس کیلئے کوئی چارپائی نہ رہی۔ آخرکار ڈاکٹروں نے یہ فیصلہ کیا کہ اسے ڈسچارج کر دیا جائے۔ چنانچہ جب اسے ڈسچارج کیا گیا تو اس کا قد ۹ فٹ ایک انچ تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کے متعلق سکھ صاحبان کیا فرماتے ہیں؟

ایڈیٹر صاحب نور کا یہ کارنامہ واقعی قابل تعریف ہے

گورمکھی لٹریچر میں آج رسالہ پھلواڑی کا پایہ بہت بلند ہے اس رسالہ کے لائق ایڈیٹر جناب گیانی ہیرا سنگھ صاحب درد اپنے فروری کے پرچہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ چھپوایا ہے۔ سوا سات سو صفحات ہیں کپڑے کی سنہری جلد ہے۔ ہمیں یہ دیکھکر خوشی ہوئی ہے کہ دنیا کے ایک بڑے مذہب کی مذہبی کتاب کا گورمکھی میں ترجمہ چھپا ہے مذہب اور روحانیت کے خواہشمندوں کو ہر ایک مذہب کی مقدس کتب کو ضرور پڑھنا چاہئیے گورمکھی پڑھے ہوؤں کو اس بات کا کوئی علم نہ تھا کہ قرآن شریف میں کیا لکھا ہوا ہے۔ ایڈیٹر صاحب نور کا یہ کارنامہ واقعی قابل تعریف ہے کہ جنہوں نے گورمکھی دانوں کیلئے فرقان حمید کی تعلیم سے آگاہی حاصل کرنے کا سامان پیدا کر دیا ہے۔ ایڈیٹر صاحب نور کی اس اولوالعزمی کو دیکھکر سکھوں کو بھی سبق حاصل کرنا چاہئیے کہ وہ اپنے مذہبی کتب اور گورو صاحبان کے مقدس اقوال کو دیگر السنہ میں ترجمہ کر کے محض اصل لاگت پر دینے کا انتظام کریں"

میری دیرینہ تمنا بر آئی!

جناب گیانی بھگت سنگھ صاحب ہیڈ گرنتھی شری گورو سنگھ سبھا سمہ سٹہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "مکرم و معظم جناب ایڈیٹر صاحب نور ست سری اکال۔ عرصہ سے اشتیاق تھا۔ کہ قرآن کریم کی تعلیم سے آگاہی حاصل کی جائے۔ مگر عربی کے نہ جاننے کے ہم محروم تھے۔ اتفاق حسنہ سے آپ کے ایک قادیانی بھائی کے توسط سے فرقان حمید کا گورمکھی ترجمہ چند یوم کیلئے ملا جس سے میری دیرینہ خواہش بر آئی۔ پڑھنے سے معلوم ہوا کہ واقعی قرآن مجید ایک روحانی اور لائق ستائش کتاب ہے ہم آپ کے ممنون ہیں اور آپ کے ہاتھ کا ٹیکہ پڑھکر بیحد خوش ہوئے ہیں اور ہماری طرف سے اہل قادیان کو ست سری اکال پہنچا دیں"

جناب سردار اپل سنگھ صاحب ایم اے

پرنسپل رندھیر کالج کپور تھلہ لکھتے ہیں کہ "چونکہ جناب نے ترجمہ کے متعلق میری رائے طلب کی تھی۔ دس پندرہ صفحات ہر ہفتہ پڑھتا رہا۔ اور اب ایک دفعہ ختم کر چکا ہوں۔ میں نے پہلے بھی انگریزی میں ترجمہ پڑھا ہے لیکن جو حظ اور لطف مجھے آپ کے ترجمہ سے نصیب ہوا۔ وہ پہلے نہیں ہوا تھا۔ اب میرے بچے یہ ترجمہ پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے ایسا عمدہ اور سلیس ترجمہ کر کے تمام پنجابیوں پر عموماً اور سکھوں پر خصوصاً بڑا احسان کیا ہے۔ کیونکہ سچائی سچائی ہے خواہ کسی جگہ سے ملے مجھے یقین واثق ہے کہ اگر بہت سے پنجابیوں نے اس ترجمہ کو پڑھا تو وہ غلط فہمیاں جو خود غرض اشخاص نے یا جہالت اور ناواقفیت نے پھیلا رکھی ہیں۔ دور ہو جائینگی۔ خدا آپ کو اس محنت کا اجر عظیم دے میں آپ کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے ایسا تحفہ دیا جو دینی اور دنیوی ترقی میں مدد دینے والا ہے"

جناب سردار عطر سنگھ صاحب گورنر صوبہ کشمیر

تحریر فرماتے ہیں کہ "مجھے قرآن شریف کے مطالعہ کا بیحد شوق تھا مگر عربی زبان سے ناواقف ہونے کی وجہ سے آجتک یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ ارسال فرما کر آپ نے میرے مدت کے شوق کو پورا کیا ہے۔ میں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں۔ بلاشبہ آپ نے گورمکھی زبان میں فرقان کریم کا ترجمہ کر کے گورمکھی دانوں پر بہت احسان کیا ہے۔ اور اسلام کی بڑی بھاری خدمت کی ہے۔

جناب سردار جیون سنگھ صاحب نائب تحصیلدار

پولٹیکل آفس سبی (بلوچستان) لکھتے ہیں کہ "گو مجھے اپنے فرائض منصبی کے باعث اتنی فرصت تو مل نہیں سکتی کہ میں اس گرنتھ کو جو شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کی محنت اور عرقریزی کا نتیجہ ہے کلیتہً پڑھ سکیں تاہم جزوی صورت میں مختلف جگہ سے مطالعہ کر کے میں ذیل کے نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ قرآن شریف کی تعلیم وحدانیت سے بھری پڑی ہے۔ گویا سراسر وحدانیت ہی ٹپکتی ہے۔ قرآن شریف میں ایسے ایسے مختصر اور بامعنی جملے ملتے ہیں۔ جو دوسری زبانیں اس کے مقابلہ میں خاموش ہیں۔ مثلاً لفظ انشاء اللہ کو لیجئے۔ اس کے معنی ہیں اگر خدا کو منظور ہے تو، یہ کلمہ ٹھوس اور بامعنی اور پاکیزہ رنگ میں ہے جو اپنی خوبی کی وجہ سے میری زبان پر چڑھ گیا ہے۔ بعض حضرات اپنی تنگدلی کے باعث اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ سکھ ہو کر عربی لفظ کیوں استعمال کرتے ہو ان کو میرا یہی جواب ہوتا ہے۔ کہ اس لفظ کے مقابلہ میں کوئی دوسرا لفظ سنسکرت یا گورمکھی کا مجھے بتایا جائے تاکہ اکثر گفتگو میں اس کا استعمال کیا جائے مگر صرف دائیں بائیں سر ہلا دینے کے سوا ایسے حضرات کو کوئی جواب نہیں ملتا۔ میرا سب کی خدمت میں ادب سے مشورہ ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم خاطر خواہ دلکش ہو تو باقاعدہ اس کا مطالعہ کیا جائے۔

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کی زبان کیسی ہے؟ اس بارے میں میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔ چھوٹا منہ اور بڑی بات والا معاملہ ہے یہ امر محض مطالعہ ہی سے حل ہو سکتا ہے "شنیدہ کے بود مانند دیدہ" گرنتھ سامنے پڑا ہے۔ پڑھکر اندازہ کر سکتے ہیں۔ کیا خوبی ہے کہ عربی کا ترجمہ کیسے کیسے صاف اور بامعنی اور مروجہ الفاظ میں کیا گیا ہے۔ مختصر یہ کہ ترجمہ قرآن مجید کا ہو اور کرنے والا شیخ محمد یوسف ہو تو پھر زیادہ لب کشائی ایک لن ترانی ہوگی۔ بس شیخصاحب کا نام ہی کافی ہے جو سونے پر سہاگہ ہے۔ خدا کرے ایسی عالم و فاضل ہستیاں ہر مذہب و ملت میں کثرت سے پیدا ہوں تاکہ مذہبی کشمکش اور سرکشی کا جلد خاتمہ ہو۔

گورمکھی دان دیہاتی باشندوں کو اس ترجمہ کی کہانتک ضرورت تھی اس کی ضرورت نہایت سخت تھی جو لوگ پہلے اذان سنکر ہی کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے تھے۔ تاکہ اللہ اکبر کے لفظ سے مامون و محفوظ رہیں۔ اور اس کی زد سے بچ جائیں۔ یہ ترجمہ پڑھکر اب آخیر تک اذان سن سکینگے۔ مجھے یاد ہے کہ لڑکپن میں میں ایک گاؤں میں گیا اس کے باہر ایک مسجد تھی۔ جب اذان کا وقت ہوا۔ تو وہاں سے اذان کی صدا آئی تھی کہ اس سے برانگیختہ ہو کر اکثر احباب نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔ میں اسوقت گو بے سمجھ تھا۔ مگر اسقدر سوچ سکتا تھا اور حیران تھا کہ اذان میں شاید ملاں گالیاں نکالتا ہوگا۔ جسے لوگ سننا گوارا نہیں کرتے، جب میں نے ہوش سنبھالا اور اذان کے معنی سے باخبر ہو گیا۔ تو ان کی نافہمی پر مجھے رونا آیا۔ ؎ "خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم" اب شیخصاحب کی مہربانی، کشادہ دلی اور عرقریزی سے ایک اہم ضرورت رفع ہو گئی ہے اب کانوں میں انگلیاں ٹھونسنے کی ضرورت نہیں رہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر شخص جس میں تھوڑا سا علم ہو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے اور سچ جھوٹ میں تمیز کر سکتا ہے یہ سب جہالت کے رنگ ہیں۔ میں درگاہ پاک پروردگار میں شیخ صاحب کے حق میں دست بدعا ہوں کہ خداوند کریم جمیع حادثات دہر سے شیخ صاحب کو مامون و محفوظ رکھے اور اس نیک کام کا نیک اجر بخشے۔"

جناب گیانی دیدار سنگھ صاحب بی اے

(فاضل سکھ مذہب) ہیڈ ماسٹر خالصہ ہائی سکول توگلوالہ ضلع گورداسپور لکھتے ہیں کہ "سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو نہ صرف میں نے پڑھا ہی ہے بلکہ ایک ایک سطر اور ایک ایک لفظ کے مطلب کو سمجھا ہے۔ بلاشبہ اس ترجمہ نے ایک دیرینہ کمی کو پورا کیا ہے۔ جو گورمکھی دانوں کو خصوصاً عرصہ سے ضرورت تھی۔ کیونکہ مادری زبان جو اپنے اندر آسانی اور جذب اور دل میں عمیق اثر ڈالتی ہے وہ اظہر من الشمس ہے آج تک کروڑوں مسلمان بھائی فرقان حمید کی تلاوت بلاناغہ کرتے چلے آتے ہیں۔ مگر ان میں گنتی کے ہی چند دوست ایسے ہونگے جنہوں نے اسکی اصلیت اور حقیقی تاثرات سے فائدہ اٹھایا ہو۔ سردار صاحب کی یہ کوشش قابل تحسین ہے کہ انہوں نے حضرت محمد صاحب کی تعلیم کو ہو بہو دینداروں تک پہنچایا ہے جو عربی نہیں جانتے تھے مگر ان کی ارواح فرقان پاک کی تعلیم سے مستفیض ہونے کے لئے تڑپ رہی تھیں۔ آیتوں اور رکوع کے باقاعدہ نمبر دے کر متن کے ساتھ ساتھ چلنے کے خیال کو بہت اہمیت دیگئی ہے جن سے عربی پڑھے ہوئے دوستوں کو اصل سے مقابلہ کرنے کیلئے کوئی دقت نہیں اٹھانی پڑتی۔ قصہ کوتاہ۔ مترجم نے علاوہ ازیں سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان جو کشیدگی اور آزردگی کی وسیع خلیج حائل تھی قرآن مجید کے اس ترجمہ کے ذریعہ اسے پاٹنے کی پوری پوری کوشش کی ہے۔ میری دلی دعا ہے کہ پرماتما ان کی اس نیک کوشش کو بارآور فرمائے۔"

سردار دیوی سنگھ صاحب گرنتھی سب پوسٹماسٹر

خانپور (ریاست بہاولپور) لکھتے ہیں کہ "میں نے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ پڑھا میں جناب سردار محمد یوسف صاحب کی قابلیت کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا جو انہوں نے جگت اودھار (دنیا کی [illegible]) پاک کتاب کا ترجمہ کیا ہے۔ اور مخلوق خدا کیلئے نور خدا کا چشمہ

کھولدیا بلکہ سمندر بہادیا ہے۔ چند روز ہوئے جناب سردار محمد یوسف صاحب نے اپنی تیار کردہ کتابیں "سکھ اور مسلمان، سکھ مسلم اتحاد، مسلمانوں کے احسان سکھوں پر" روانہ کیں۔ اور میں نے بغور پڑھیں ہیں نیز قریباً سب خالصہ تواریخیں دیکھی ہیں جو کچھ سردار صاحب موصوف نے لکھا ہے یہ Open fact (بین حقیقت) ہے۔ قرآن شریف کے اپدیش (ہدایات) سب شری گورو گرنتھ صاحب کے مطابق ہیں۔ سچ پوچھو تو سکھ اور مسلمان دو بھائی ہیں۔ سردار صاحب موصوف نے ان بچھڑے ہوئے بھائیوں کو گلے ملایا ہے۔ میں سردار صاحب کو ان کی ان کامیاب کوششوں کے لئے مبارکباد دیتا ہوں۔ آپ اس مقدس کتاب (قرآن شریف) کے گورمکھی ترجمہ کو خلق خدا کے سامنے پیش کر کے ایک پراوپکار (سب سے بڑا کار خیر) بجالائے ہیں۔ واہگورو جی آپ کو اس سے بھی زیادہ طاقت بخشیں۔ آمین۔

جناب بھائی پریتم سنگھ صاحب گرنتھی

(سکھوں کی مذہبی کتب کے ماہر خصوصی) از ٹھٹہ چھینہ ڈاکخانہ خاص براستہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ لکھتے ہیں کہ میں آپ کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو پڑھکر نہایت محظوظ ہوا۔ اس کی لکھائی چھپائی وغیرہ نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ ایسی دھارمک پستک (مذہبی کتاب) کا ترجمہ کرنے میں بلاشبہ آپ نے کمال محنت سے کام لیا ہے اور خون پسینہ ایک کر کے گورمکھی دانوں کیلئے ایک بہترین تحفہ تیار کیا ہے۔ میری پرارتھنا (دعا) ہے کہ ایشور آپ کو بہترین صلہ دے۔ میں نے بہت سی پستک (کتب) کا مطالعہ کیا ہے لیکن کسی دھارمک پستک کا ایسا عمدہ ترجمہ نہیں دیکھا۔"

جناب سردار سادھو سنگھ صاحب ایس ڈی

رحیم یار خاں تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے دل میں قرآن شریف پڑھنے کا بیحد شوق تھا۔ مگر بدیشی بھاشا میں ہونے کی وجہ سے میں اپنی خواہش کو پورا نہیں کر سکتا تھا اب حال میں سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ بڑی محنت سے عام فہم گورمکھی زبان میں کیا ہے جو خاکسار کو اپنے دوست بابو غلام محی الدین صاحب کے ذریعہ ملا ہے۔ جس نے میری دیرینہ خواہش کو اس طرح پورا کیا ہے جس طرح ایک خشک درخت بروقت آبیاری سے سرسبز ہو جاتا ہے۔ بلاشبہ فاضل مصنف نے ترجمہ کرنے میں کمال عقلمندی اور محنت سے کام لیا ہے۔ زبان نہایت شستہ ہے۔ ایسے کارنمایاں کی اسلام میں یہ پہلی نظیر ہے۔ یقیناً آپکا یہ کارنامہ مذہبی دنیا میں قابل تعریف ہے اور مذہب اسلام کیلئے خاص طور پر قابل فخر ہے۔"

سردار کرور سنگھ صاحب ریٹائرڈ سب پوسٹماسٹر

سنگرور ریاست جیند لکھتے ہیں کہ "شریمان جی! میں نے قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کو شروع سے آخر تک کمال غور سے پڑھا ہے اور پڑھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ آپ نے اس مقدس کتاب کا گورمکھی میں ترجمہ کر کے گورمکھی دان لوگوں پر ایک احسان عظیم کیا ہے جس کا جسقدر بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔"

مہنت وساوا رام صاحب کبیر پنتھی مقام

راجہ جنگ ضلع لاہور لکھتے ہیں کہ "میں نے آپ کا کیا ہوا قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا۔ یہ ترجمہ بہت ہی اچھا ہے۔ آپ نے گورمکھی میں قرآن شریف کا ترجمہ کر کے خلق خدا پر بڑا احسان کیا ہے آپ کو اس کا اجر خدا ہی دے سکتا ہے جو اننت (نہایت ہی) دیالو (رحمٰن) اور کرپالو (رحیم) ہے دوسرا کیا دیگا؟" —— یہ قرآن مجید کا ترجمہ میں نے اپنے چیلے مسمی ساون کو منگوا کر دیا ہے۔ خدا اسے سمجھنے کی توفیق دے۔

جناب سردار نتھا سنگھ صاحب پنشنر لدھیانہ

بوساطت جناب شیخ غلام احمد صاحب فرماتے ہیں کہ "قرآن مجید کے اس گورمکھی ترجمہ کی جسقدر تعریف کی جائے کم ہے۔ اس کے مطالعہ سے انسان کے دل ایک خاص روحانی اثر پڑتا ہے اور جس جانفشانی اور محنت کے ساتھ یہ ترجمہ کیا گیا ہے اس کا اندازہ کوئی پڑھنے سے ہی لگا سکتا ہے۔"

قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ اور آریہ پریس!

آریہ مسافر لاہور اپنی مارچ ۱۹۳۳ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور نے سالہا سال کی محنت شاقہ کے بعد قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ نہایت خوبصورت جلد کے ساتھ چھپوایا ہے مختلف مقامات سے اس کا مطالعہ کیا گیا۔ ترجمہ واقعی عام فہم ہے اور شیخ صاحب کی یہ کوشش قابل داد ہے۔" **نور**۔ ایک اشد ترین مخالف کے قلم سے یہ الفاظ نکلنے ایک معجزہ ہے۔

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کا ہدیہ **صرف دو روپے** ہے یہ ترجمہ جس کے متعلق سکھ علماء کی قیمتی آراء آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں سائز ۲۰×۲۶/۸ صفحات ۷۲۸، کاغذ دیسی اعلیٰ۔ چھپائی نہایت نفیس، جلد سنہری، گھر کی لاگت پانچ روپے۔ مگر تبلیغی نقطۂ خیال سے برائے نام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرۂ آفاق ادویہ

اکسیر البدن (رجسٹرڈ) دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

بلا شبہ کمزوری اور ضعیفی سے بڑھکر دنیا میں کوئی مصیبت نہیں اس سے نجات حاصل کرنے کیلئے آپ آج سے ہی اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کر دیں کیونکہ دل میں نئی اُمنگ اعضا میں نئی ترنگ دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور۔ نامرد کو مرد اور مرد کو جوانمرد بنانا بس اس اکسیر پر ختم ہے ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف پانچروپے (صہ) محصول ڈاک علاوہ۔

ڈاکٹر کی شہادت

جناب ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب ایل اے ایس آئی ایم ڈی انڈین ملٹری ہسپتال کلکتہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے ایک دوست نے میری سفارش پر آپ کی ایجاد کردہ اکسیر البدن کا استعمال کیا اور انہیں اس اکسیر سے بیحد فائدہ ہوا ہے جس کیلئے میں آپکو مبارکباد دیتا ہوں۔ براہ کرم ایک شیشی اور بذریعہ وی پی بھیجدیں"

بڑے بڑے لوگ تو موتی سرمہ کو ہی ترجیح دیتے ہیں!

کیونکہ ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوند۔ ابتدائی موتیا بند وغیرہ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔

قیمت فی تولہ صرف دو روپے آٹھ آنے (عہ۸)

محصول ڈاک علاوہ

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کی رائے

جناب مولانا ممدوح تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے گھر میں اس سے قبل بہت سے قیمتی سرمے استعمال کئے گئے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا، لیکن آپ کے موتی سرمہ سے ان کی آنکھوں کی سب کمزوری اور بیماری دور ہو گئی۔ اب ان کی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل ٹھیک اور درست ہو گئی ہے اس پر میں آپکو مبارکباد دیتا ہوں اور بدوں آپ کے تقاضا کے محض فائدہ عام کیلئے ان الفاظ کو اس غرض کے واسطے آپ تک پہنچاتا ہوں کہ اسے ضرور شائع کریں تاکہ دوسرے لوگ بھی اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں"

اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے۔ اکسیر البدن کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزاء شامل ہیں۔ سونے کا کشتہ، کستوری، عنبر، یوہمبین وغیرہ۔ اس کے فوائد کے کیا کہنے، ایک ہی لاثانی دوا ہے اس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ مفصلہ ذیل نئی و پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔

ضعف دل۔ ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب، ضعف ہاضمہ، قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا۔ دل کی دھڑکن سر کا چکرانا۔ آنکھوں میں اندھیرا آنا۔ بیچینی۔ سستی۔ اداسی، ذرا سے کام سے دل کا نپنا۔ جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کیلئے یہ اکسیر بفضلہ تعالیٰ آخری اور یقینی علاج ہے لاگت کے مقابلہ پر قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف بیس روپے (عٓصہ۲) محصولڈاک علاوہ

اکسیر اکبر سے ۴۵ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بنگیا

جناب ڈاکٹر شیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی۔ ایک مریض جسکی عمر چالیس سال سے متجاوز ہو چکی تھی۔ اور جسکو کمزوری تقریباً ۲۰ سال سے تھی استعمال کرائی گئی۔ دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی۔ جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی۔ یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اس کی صحت ایسی ہو گئی۔ جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی بڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے۔

اکسیر اکبر واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔

آپ ایک مرتبہ ضرور تجربہ فرمائیے۔

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لیکر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے۔ گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ سفر میں اس کی ایک شیشی کا آپ کے پاکٹ یا سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں۔ اس کے ہر قطرے میں آب حیات اور ہر مرض کیلئے اکسیر ہے اس کے ایک قطرہ کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے۔ سر کے درد۔ پسلی کے درد، گنٹھیا کے درد۔ عرق النسا کے درد۔ معدہ کے درد۔ جگر کے درد غرضیکہ جملہ قسموں کے دردوں کیلئے تیر بہدف ہے۔ ناسور۔ جلے ہوئے آبلوں۔ تلی۔ بخار۔ ہیضہ۔ بدہضمی کے لئے اکسیر۔ قصہ کوتاہ! قریباً ۲۰ فیصد امراض کا ایک ہی علاج ہے مفصل حالات پرچہ ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمائیے۔

قیمت فی شیشی دو روپے چار آنے (عہ۲) محصولڈاک علاوہ

تریاق اعظم کے ذریعہ جاں بلب مریض کو شفا ہو گئی

جناب مسٹر خلیل الرحمن صاحب ایرآبز رویٹری آگرہ سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریر فرماتے ہیں کہ "میں نے "تریاق اعظم" نامی دوا آپ نے منگوائی ہے میں اس کی جسقدر بھی تعریف کروں کم ہے، یہ تریاق اعظم ہر ایک بال بچہ والے گھر میں ہونا ضروری ہے۔ میرے پڑوس میں ایک جان بلب مریض کو اس تریاق سے فوراً شفا ہوئی۔ اور ایسی مثالیں بیشمار ہیں جن میں آڑے وقت میں تریاق اعظم تیر بہدف ثابت ہوئی آپ نے ایسی بہترین دوا ایجاد کرکے مخلوق خدا پر بڑا احسان کیا ہے۔ اگر اسے "زندگی کا رہبر" کہا جائے تو بجا ہے ایک شیشی کلاں جلد بذریعہ وی پی بھیجکر شکریہ کا موقعہ دیں۔"

اکسیر بواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بناکر زندگی تلخ کردیتا ہے۔ اس کی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے۔ جسے بدقسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو۔ ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ کسی قسم کا ہو زیادہ سے زیادہ چودہ دن کے استعمال سے جڑھ سے اکھاڑ کر نیست ونابود کردیتی ہے قیمت صرف تین روپے (للعہ) محصول ڈاک علاوہ۔

موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں۔ تو آج ہی سے اس کا استعمال شروع کردیں جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کرکے، انہیں فولاد کی طرح مضبوط بناکر موتیوں کی طرح چمکاتا ہے اور بدبوئے دہن کو دور کرکے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے۔ قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت تک کافی ہے۔ صرف ایک روپیہ محصول ڈاک علاوہ

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کیلئے بے نظیر تحفہ ہے مفرح دل اور مقوی دماغ۔ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد، دل ہر وقت دھڑکتا۔ سر چکراتا۔ آنکھوں میں اندھیرا آتا۔ اٹھتے وقت تارے سے دکھائی دیتے ہیں بیچینی۔ گھبراہٹ، سستی اور اداسی چھائی رہتی ہو۔ کام کرنے کو دل نہ چاہتا ہو۔ جسم میں سخت کمزوری ہو۔ اسکے لئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کے لئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کردیگا۔ ایک ماہ کی خوراک جس میں ۱۵ تولہ دوا ہے۔ قیمت پانچ روپے (للعہ) محصول ڈاک علاوہ

اکسیر معدہ

ہیضہ، بدہضمی، کمی بھوک، درد شکم، اپھارہ، باؤگولہ۔ پیٹ کا گڑگڑانا، کھٹی ڈکاریں۔ جی کا متلانا، قے، جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ سر چکرانا۔ کرم شکم۔ اسہال، ریاح۔ کھانسی، دمہ کیلئے تیر بہدف ہے۔ دودھ، گھی۔ مکھن، بالائی، انڈے وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ دماغ حافظہ ذہن کو تقویت دینے، کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کیلئے بینظیر چیز ہے۔ قیمت صرف دو روپے (للعہ) محصول ڈاک علاوہ۔

قبض کشا گولیاں

اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ۔ اگر آپ کا معدہ صاف ہے تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں ورنہ یہ امر مسلمہ ہی کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے۔ ایکدن گھر کا پائخانہ صاف نہ ہو تو تمام گھر کی فضا اس قدر خراب ہوجاتی ہے کہ ناک میں دم آجاتا ہے۔ یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے، اگر ایک روز بھی کھلکر اجابت نہ ہو تو تمام معدہ متعفن ہوجاتا ہے۔ اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑھ ہے۔ قبض کشا گولیاں کیا ہیں گویا معدہ کی جھاڑو ہیں۔ ان کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے۔ ایکسو گولی کی قیمت صرف دو روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بری بلا ہے۔ علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا ستیاناس کردیتی ہے۔ بدقسمتی سے جسے اسکی عادت پڑ جائے پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہوجاتا ہے ہماری یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلادیں گی قیمت یکصد گولی دو روپے (للعہ) محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھ کر اور کوئی خطرناک روگ نہیں یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کردیتا ہے سر میں درد، چہرہ زرد، طبیعت سرد، ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے دل اکتایا ہوا۔ بھوک مری ہوئی غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنادیتی ہے۔ ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کیلئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے۔ اگر اس کی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی۔ تو بھی تھوڑی تھی مگر محض پبلک کی ہمدردی کی خاطر اس کی قیمت صرف تین روپے رکھی جاتی ہے محصول ڈاک علاوہ۔

بیس سالہ احتلام، جریان اور سستی جاتی رہی!

جناب مہدی خان صاحب ملکھال ڈاک خانہ ڈلوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں کہ "جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی۔ اس سے اس حد تک فائدہ ہوا کہ بیس سال کے امراض احتلام۔ جریان۔ سستی وغیرہ سب جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ اس ایجاد کیلئے آپ کو جزائے خیر دے۔"

مچھر پروف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو تو اس وقت مچھروں کے کاٹنے سے جو بےچینی ہوتی ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں اور پھر اس کے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ درگور بنادیتا ہے۔ لگ جاتا ہے۔ ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے جسکی بو سے مچھر اس طرح بھاگتا ہے جس طرح لاحول سے شیطان۔ اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجئے اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے، دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کیلئے کافی ہے کی قیمت ایک روپیہ چار آنہ۔ محصول ڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ

منیجر نور اینڈ سنز، نور بلڈنگ، قادیان ضلع گورداسپور پنجاب